MAHAR M.
MAZHAR KATHIA
Official Chanel
Youtube.com

آدھی بھوک
اور
پوری گالیاں

ضیاءُ الحسن

مہر محمد مظہر کاٹھیا۔ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔ Mazhar03037619693

پیداواری نظام کے تضادات سے جنم لینے والی اخلاقیات سٹیٹس کو قائم رکھنے والے اشرافیہ طبقات اور اس سے نمو پانے والی غیر انسانی مکروہ صورتیں: غربت، جہالت، استبداد، غیر نمایندہ سسٹم، اس کا جبر اور لاقانونیت، ''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' کے شاعر نے اس مجموعی صورتِ حالات کو اپنی واردات کا اور اپنے شعری بیان کا علاقہ قرار دیا ہے۔ وُہ اپنے مُدّعا اور ہدف کو خوب سمجھتے ہیں اور اس کے براہِ راست بیان میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ ضیاءُ الحسن غم، غصّہ، رنج، افسردگی اور مایوسی کا انفرادی کے بجائے اجتماعی پس منظر میں ان کی مثبت سوشل معنویت پر اِصرار کرتے ہیں۔ ضیاءُ الحسن کی نظم نگاری اور طرزِ احساس میں ایک طرح نو کا احساس ہوتا ہے۔

عبدالرشید

ضیاءالحسن کی شاعری پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اس کا سماجی اور سیاسی شعُور بڑا پُختہ ہے۔ وُہ جس نظامِ زندگی میں رہ رہا ہے اس کی خرابیوں پر اس کی گہری نظر ہے۔

موجودہ کتاب کا ''عبدالکریم نامہ'' مجھے بہُت اچھا لگا ہے۔ یہ نظمیں زمین سے رِزق پیدا کرنے والے شخص کا حال بیان کرتی ہیں جو گندم اُگاتا ہے مگر بھُوک کا شکار ہے، کپاس پیدا کرتا ہے اور اُس کا اپنا بدن ننگا ہے۔ اِن نظموں کا مثبت پہلو یہ ہے کہ شاعر اس شخص کا ہاتھ اور مضبوط کرنے، اس کی ہمّت بڑھانے اور اُسے خوشحالی اور آزادی کا راستہ دِکھانے کا عزم رکھتا ہے۔

یہ نظمیں کوئی ایسا ہی شاعر لکھ سکتا ہے جس کا زمین سے رِشتہ گہرا ہے اور جس کا جذبہ اور خیال اپنی دھرتی کی مٹّی میں گُندھا ہُوا ہے۔

جاوید شاہین

مہر محمد مظہر کاٹھیا۔ ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔ Mazhar03037619693

آدھی بھوک اور پوری گالیاں

ضیاءُ الحسن

معیاری اُردو زُبان اور
دُرست اِملا کا محرّک
اشاعتی ادارہ
MULTI MEDIA
AFFAIRS

rekhta
مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

© جملہ حقوق محفوظ

آدھی بھوک اور پوری گالیاں: ضیاءالحسن

ISBN:978-969-596-036-3

اہتمام	:	
اشاعتِ اوّل	:	2007ء
اشاعتِ دوم	:	جنوری 2014ء
ٹائٹل	:	ریاظ
کمپوزنگ	:	اعظم علی شاد، نوید احمد
مطبع	:	دی ریکوزر پبلی کیشن، لاہور
ناشر	:	ملٹی میڈیا افیئرز
قیمت	:	300 روپے
دکانچہ نادر کتب	:	ریئر بک شاپ
		42-B لوئر مال روڈ لاہور
رابطہ مصنف	:	0307-7874800
		ziahasan64@yahoo.com

MULTI MEDIA
AFFAIRS

21-Nand Street, Sham Nagar, Chowburji,
Lahore-54505, Pakistan. Tel: (92-042) 37356454
Mobile:0333-4222998, 0322-4222998
E-Mail:multimediaaffairs@hotmail.com
multimediaaffairs@gmail.com

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

اپنے بھائیوں

مسعود الحسن اور ابوالحسن،

کے نام

جو اُن چند میں سے ہیں،

جن کی وجہ سے،

زندہ رہنا،

کم مُشکل ہے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

قرینہ

○ دیباچہ: ڈاکٹر سعادت سعید 6

رنجِ رائیگانی

ستاروں کو تہِ افلاک کر کے 13
ہمیں یہاں پہ کوئی اختیار اگر ہے بھی 15
راس آتی ہے نہ درویشی نہ سلطانی مجھے 16
باغ ہے باغ کی فضا گم ہے 17
مَیں جو اپنی جان سے جانے والا ہُوں 18
ظاہر میں تو اک اپنی روانی میں رواں ہے 19
یہ جو اِک لہر میں آنکھوں نے اُچھالا پانی 20
سر بدل دینا ہے، دستار بدل دینی ہے 21
کھلتا ہے جہاں پر گلِ نایاب تمنا 23
ایک رہ گزارِ مُشکل و مسدُود کھول کر 24
نفرت کے لیے رکھا، نہ کینے کے لیے رکھا 25
پھول اپنا بھی مہکنے کے لیے تھا 26
چمکتا تھا ہیئت افلاک میں دِل 27
جو کر رہا ہو، کبر سے عبا دُرست 28
اسی کو ڈھونڈتے ہیں ہم جہاں کہیں 29
سانس لینے کو کوئی جا ہی نہیں 30
گُلاب ہے نہ خواہشِ گُلاب ہے 31
دردِ ہستی کا چارہ کیا ہے میاں 32
زندگانی کہ رہی ہے رائگاں 33
اب بدلتے ہیں انھیں ہم، اب بدلتے ہیں 34
کر دیے ہم نے کام سب تو بس 35
سمتِ سفر ہے اور، سفر اور سمت ہے 36
بہار آنے سے پہلے لگ گئی ہے 37
مری آنکھوں کو اپنی یاد سے نم ناک کرتا ہے 38
زندگی کی مُشکلیں آسان کرنے کے لیے 39
آنکھ خاموش، نظر خالی ہے 40
اِک ستارہ سرِ دیوار چمکنے لگا پھر 41
ابھی تک دل کی لَو سے دیدۂ پُر آب روشن ہے 42

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

ابھی کہ فرصتِ بیکاریِ بتوں ہے بہت 43
کب مجھے فکرِ کم زیادہ ہے 44

وُجُود

وُجُود کی تلاش 47
ابھی مجھ سے کسی کو محبت نہیں ہُوئی 49
شاعری کا کام موقُوف ہُوا 51
آخری دِن سے پہلے 53
مجھے دِل درپیش ہے 55
اب بہار ہمارے گملوں میں آتی ہے 56
فکرِ آیندہ 57
دِل دھڑک رہا ہے 59
اِتفاق سے ملی ہُوئی شے 61
اگر وہ چاہے 63
ہمیں کیا کرنا چاہیے 64
آزادی 65
پتّے پہ لکھی کہانی 66
اَن کہی کہانی 67
روتی کیوں ہو 68
شعر کہنے کے لیے کیا ضرُوری ہے 69
محبت کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے 71
مجھے اُس شہر کو جانا ہے 73
جسے ایک بدن مُیسّر ہو 75
کُچھ دِن 77
بُوڑھا بیل 79
مکافاتِ عمل 81

عبدالکریم نامہ

آدھی روٹی اور پُوری گالیاں 85
مَیں تُمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں 87
عبدالکریم کو بھُوک بھی لگتی ہے 89
مَیں سوچ رہا ہُوں 91
کنیز فاطمہ سے محبت کی جا سکتی ہے! 93
فصل کاشت کرنے تک 95
تُم نہیں جانتے 97
عبدالکریم! کُچھ یاد ہے؟ 99
عبدالکریم بی بی سی سُنتا ہے 101
اگر محبت کہیں کھو جائے 103
فصل نہیں اُگتی 105
زندہ رہنے کے لیے 106
مسئلے کا حل 107

دیگر نظمیں

گُم شُدہ ستارہ 111
کہانی سُنانے کا موسم نہیں ہے 112
شام ہو بھی سکتی ہے 113
گفتگُو ختم ہُوئی 114
گفتگُو ہونے لگی 115
ایک بے کیف تسلسُل میں جیے جاتے ہیں 116
زندگی کیسے ہو 117
زندگی تھوڑی ہے 119
صنعتِ ایہام 121
○ ڈاکٹر ضیاءُالحسن کی غیر عروضی نظمیں: اظہر غوری 122

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

کام کچھ اور بھی کرنے ہیں ہمیں

ضیاء الحسن کے شعری مجموعے ''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' پر معروضات پیش کرتے ہوئے عصری شاعری میں موجود رومانی سطحیت پسندوں کے فارمولائی سانچوں کو بالائے طاق رکھنا ہی پڑے گا کہ انھوں نے شاعری کو حقائق کا غلاف بنانے کے لیے خوش پوشی کی منطق کا سہارا لیا ہے۔ بے روح جمال پرستی کو فروغ دینے کے لیے جواب مضمونی محبت کی قصہ خوانی کو مطمحِ نظر بنایا ہے۔ جب رومان پروری کی جذباتی اور اخلاقی بنیادوں کو تشہیری سائینس کی مدد سے عوام تقاضی کا نام دے دیا جائے تو حقیقت شناسی کے تمام دعووں کو بے بنیاد بنانے کی مساعی عروج پاتی ہے۔ جنکی زبان میں انھیں کہا جا سکتا ہے کہ ''مگروں لھوو'' مگر اجتماعی لاشعور کی لاٹھی سے ہانکی جانے والی بھیڑوں کو کون سمجھائے کہ اُن کی یونگیت نے انسان کو توجہ کا مرکز نہیں رہنے دیا۔ لاابالی محبت رومانی شاعروں کی بیشتر نظموں اور غزلوں کا محبوب موضوع ہے۔ اُن کے خیال میں محبت جیسی اثر آفریں قوت کا سُراغ لگا کر ہی آج کے معاشرے کی بہبود ممکن ہے۔ وہ نفسی محبت کو سماجی مسرت کا ضامن ٹھہراتے ہیں۔

ضیاء الحسن کے شعری مجموعے ''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' کے دو حصے عبدالکریم نامہ اور وجود اگرچہ متعدد نظموں پر مشتمل ہیں، تاہم انھیں مختلف کینوز پر مشتمل دو طویل نظمیں بھی کہا جا سکتا ہے۔ عبدالکریم نامہ کے عنوان کے تحت آنے والی نظموں میں زرعی معاشرتی نظام میں موجود نچلے اور بالائی طبقوں کی زندگیوں کے طور طریقوں اور معاملات کو یوں پیش کیا گیا ہے کہ نچلے طبقے پر ہونے والے مظالم کی مکمل تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ وجود کے بڑے عنوان کے تحت شاعر نے خود شناسی اور دروں بینی کے وسیلے سے اپنے اردگرد موجود ماحول کی کئی پرتوں کو نئے معنوی تناظر میں پہچانا ہے۔ ضیاء الحسن کی ان نظموں اور دیگر نظموں کو پڑھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے محبت کی بات انسانی تناظر میں کی ہے۔ وہ اسے ایسی قوت سمجھتے ہیں جو اُس دل کے لیے ضروری ہے جو احساسِ مروت سے عاری ہے۔ وہ محبت سے دلوں کو فتح کرنے کی بات کرتے ہیں۔ دل کی زندگی راشن سے ہے اور غمِ روزگار کے مارے شاعر کے لیے زندگی صفت زندہ رہنا ناگزیر ہے، تاکہ وہ اپنی کیمیا اثر محبت سے نفرتوں کے پیدا کردہ آفاقی بحرانوں کو چیلنج کر سکے۔ بھوک، راشن، موٹر، بنگلہ، ملازم، بینک بیلنس خواجگی کے چنیدہ مسکرات! شاعر محبت کا متلاشی اور انسان ادھوری بھوک اور گالیوں کے تحفے سجائے ہوئے ہیں۔ جیسے مجید امجد ترقی پسند نہیں تھے، ویسے ہی ضیاء الحسن کے شعری مجموعے کا مطالعہ انھیں غیر ترقی پسند بنا سکتا ہے۔ مجید امجد نے بھی بھوک کا بہت ذکر کیا ہے اور انسان کے دھتکارے جانے کا نوحہ بھی لکھا ہے۔

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔-Mazhar03037619693

ضیاءُالحسن کے شعری مجموعے ''آدھی بھوک اور پُوری گالیاں'' کا بیل صُورت بُتا عبدالکریم جس کے خاندان کا اثاثہ آدھی بھُوک! پُوری گالیاں! انسان کا مُنہ چڑا رہا ہے۔

شعروادب میں انسانی جذبات واِحساسات کو بطریقِ احسن پیش کیا جاسکتا ہے۔ شاعری میں متخیلہ کا اِستعمال سرحدِ اِدراک سے پرے موجُود حقائق و تصوُّرات کو بھی گرفت میں لے سکتا ہے۔ عہدِ جدید میں لکھی جانے والی نظموں میں جذبات واِحساسات کے علامتی اِظہار کا وتیرہ عمومی ہے۔ شُعرا اپنے گردوپیش موجُود مُعاشرے سے بہت کچھ اخذ کرتے ہیں۔ اُن کے جذبات واِحساسات کی منظم صُورتیں انسانوں کے مُشاہدوں اور محسوسات کی عطا ہیں۔ انسانی اِحساس وجذبات سادہ بھی ہوتے ہیں اور پیچیدہ بھی۔ وہ اپنے شُعور کی جستوں سے اِنسانی اِحساس وجذبات کی مختلف صُورتوں کو مُتحد کرنے پر قادر ہیں۔ اُن کی نظر سے ستّر ہزار آدمی گذرتے ہیں جو اُنھیں مردُم شناسی کے دائرے میں لا پھینکتے ہیں۔ اُنھیں خواب میں خیال سے بھی مُعاملہ ہوتا ہے اور اُن کا شُعور معرُوضی ماحول سے بھی نبرد آزمائی کرتا رہتا ہے۔ زِندگی کا سامنا کرتے ہوئے اُن کے دِل کئی طرح کے جذبات سے مُتحارب ہوتے ہیں۔ اُن کے جذبات واحساسات خارجی زِندگی کے اُتار چڑھاو کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ناراضی، مُنافرت، غُصّہ، محبت، مسرت، سرخُوشی، اجنبیت خارجی اعمال کے رِدِعمل کا نتیجہ ہیں۔ ضیاءُالحسن کہتے ہیں:

قدم قدم پر سسکتی عزتِ نفس
اور پھیلے ہُوئے ہاتھوں کو دیکھتا ہُوں
تو میری رگوں میں لہُو کے بجائے
نفرت بہنے لگتی ہے

تاکہ نئی فصل بونے والا اپنی تیز درانتی سے اپنی فصل، ظلم آمادہ ہاتھ اور کلف لگی گردن کاٹ سکے۔ شاعر منتشر ذِہنی کی حالت میں اپنے حوصلے کی بکھری پنکھڑیاں جمع کرکے محنتی عبدالکریم کو آزادی اور خُوش حالی کی بشارت دیتا ہے۔ ضیاءُالحسن اپنے جذبات واِحساسات کا برملا اِظہار کرتے ہُوئے پردہ پوش شعری دیوی کے رُخ سے یُوں نقاب اُلٹتے ہیں کہ اُس میں موجُود جذبات واِحساسات آئینہ بن کر عکسنے لگتے ہیں۔ اُنھوں نے برملا اِظہار کو وتیرہ بنایا ہے۔ اپنے محسوس کردہ اِحساس وجذبات کے معرُوضی احوال بھی رقم کیے ہیں۔ اُن کے اِحساس وجذبات کا منبع اپنے اِرد گرد کے سماجی اور سیاسی حالات ہیں۔ عبدالکریم اِستفساری ہے کہ جنرل صاحب! ''میرے بچّے کیا کھائیں گے؟ نیشنل سکیورٹی کونسل! غیر جانبدار اور شفاف اِحتساب! یا قومی یک جہتی کونسل!'' کیا قحط زدہ مُلک میں موجُود بھُوک ختم نہیں ہوگی؟ ضیاءُالحسن کے اِحساس وجذبات کا بھی تجاہُل جُود نہیں ہے۔ یہ معرُوضی ماحول سے اُن کی معاملت کے مابین پیدا ہُوئے ہیں۔ اُن کے لیے معرُوضی شے رائج الوقت غیر مُنصفانہ نظام اور اِس کے شاخسانے ہیں۔ اُن کا غُصّہ

کسی نہ کسی بات کا ردِ عمل اور نفرت کسی نہ کسی شے سے نفرت ہے۔ محبت عبدالکریم سے ہے کہ جو استحصال زدہ ہے۔ اُن کے شعری ایمان کی جمالیات برخود غلط عوام تقاضی کی منطق سے کوسوں دُور ہے۔ جب انسانوں کے ساتھ چناب کنارے کُتّے بھی بھوک سے مرنے لگیں تو ہوس پرستانہ جمال دوستی اور رال ٹپکا محبت کی کس کافر کو سُوجھے گی۔ پنجاب کی زرخیزیاں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو نذرائی گئیں۔ بورژوازی اور مڈل کلاس کی لڑکیوں کے بدن پھولوں سے مہک رہے ہیں، جواہرات جڑاؤ ہیں اور عبدالکریم کہ جو کھیت مزدور ہے اور سب کے لیے اناج اُگا رہا ہے، اُس کی بیٹی کے بارے ضیاءُالحسن کہتے ہیں کہ اُس کے ہاتھ پانو تڑخے ہیں، پسینے سے گوبر اور چارے کی بُو آتی ہے، اُس کا لباس مَیلا اور بدرنگ ہے، وہ گندم کاٹتے، کپاس چُنتے ہُوئے بے شک عظیم لگتی ہے، لیکن حسین نہیں۔ اُس سے محبت کون کرے! عبدالکریم حسن کوزہ گر کے مانند بورژوا محبت کا روگ نہیں پال سکتا۔ اُسے فصل کاشتنے سے محبت ہے۔ وہ لوگوں کو بھوک سے مرتا نہیں دیکھ سکتا۔ بنجر دھرتی اُس کے وارے میں نہیں۔ وہ اپنے اوزاروں اور پیداوار سے متنفر یا منفک نہیں ہے۔ اُس کی جان اور دِل اُس کے لیے گرو ہیں کہ اُس کی زمینیں، باغات، حویلی اور جانور گروی پڑے ہیں۔ جب یہ سب کچھ اُس کے پاس تھا تو وہ ملک عبدالکریم کہلاتا تھا جس نے کئی انسانوں کو نوالہ بنایا، کئی عورتوں کو گوہرِ حیات سے محروم کیا۔ کتنے مظلوموں کو کُتّوں سے نُچوایا، لیکن اب جب وہ عبدُل بن چُکا ہے تو اُس کو جیل بھجوایا گیا، زمینداروں نے اُسے جُوتے مارے اور اُس کی عورتوں کی بے حُرمتی ہُوئی۔ اُسے دہشت گردی پر مجبور ہونا پڑا۔ اِس بات کی وضاحت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اِستفسار کریں کہ لوگ اپنی سماج اور وُجود سے منفک کیوں ہو رہے ہیں؟ بالائی طبقوں سے متعلق انسانوں کے قلوب مُقفّل کیوں ہیں؟ غور و فکر کرنے سے لوگ مثبت نتائج تک پہنچ سکتے ہیں اور طمّاعی کی زد میں آئے مُعاشروں پر ظلم انجمادی کی حقیقت کو جان کر اپنے مُقفّل دِل کھول سکتے ہیں۔ محنت کشوں کو کام سے فُرصت نہیں۔ وہ غور نے سے محروم رکھے جا رہے ہیں۔ نمرُود کی خُدائی کا دور دورہ ہے۔ بندگی میں بھلے کی توقّع نہیں۔ زمانہ یا وقت مدفُون شہروں سے گذر رہا ہے اور بقول ضیاءُالحسن ''اب زمانے زمانوں سے ٹھہرے ہُوئے ہیں''۔ کہانی سُنانے کا موسم نہیں ہے۔ اِس کے باوُجود شاعر کہانی سُنائے بغیر نہیں رہ سکتا اور کہانی سُناتے ہُوئے پُکار اُٹھتا ہے ''شاعری کا کام موقُوف ہُوا'' کیوں؟ اِس لیے کہ آج خُدا کی زمین پر کاغذی ڈالر کی حکمرانی ہے۔ نیوکلیائی بموں کا چرچا ہے، سامراج کی حکمرانی ہے، دِل کہ جو شاعری کی بُنیاد ہے کاروباری اخلاقیات کی زد میں ہے۔ دِل سے درد و غم رُخصت ہو گئے۔ اب آخر دیوان کیسے جمع ہو گا۔ انسانیت بے دام بِک رہی ہے۔ زندگی کی سیہ کاریوں نے دِلوں کا ٹُور ہڑپ کر لیا ہے۔ شاعر کہتا ہے ''ڈالر کے کاغذ پر محبت کا قاعدہ چھاپ دینا چاہیے'' کس لیے؟ تاکہ نئے ہیروشیما اور ناگاساکی جنم نہ لے سکیں۔

آج زندگی کو کیا ہو گیا ہے کہ شاعر کہتا ہے ''ہمیں بصارت سے محروم کر دیا گیا ہے''، ''مَیں اپنے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔-Mazhar03037619693

وُجود کے معنی کھو چُکا ہُوں''۔ اِس کے لیے محبت تلاشی کارِ بے سُود ہو چکی ہے۔ وہ رُومان اور عشرت کے رستے محبت کے موسم تک نہیں پہنچنا چاہتا۔ اُسے ایسے دِن کی تلاش ہے جس میں محبت کی جائے اور پھُول کِھل پائیں، جو دوستوفسکی کے مُطالعے میں گذرے اور بچّوں کی کلکاریوں اور دوستوں کے ساتھ گذرے۔ محبت نے اُسے رُوح کے تاروں سے کپڑا بُننے پر آمادہ کیا تو ہے لیکن: ''دیکھیں کیا گذرے ہے قطرے پہ گُہر ہونے تک!''

شاعر مادّی، صنعتی اور زر پرست زندگی کے اندھیروں سے نبرد آزما فطرت کی آغوش میں پناہ لینا چاہتا ہے۔ پھُول، پرندے اور دریا اُسے اپنی جانب بُلاتے ہیں، لیکن وہ اُن کی طرف رجُوع نہیں کر سکتا کہ ''شہر وسیع اور دِل تنگ ہو گئے ہیں'' سکائی سکریپر نے سبزے نگل لیے ہیں۔ پہلے سبزہ بیگانہ ہی سہی آشنائی کا دم تو بھرا جاتا تھا۔

''آدھی بھُوک اور پُوری گالیاں'' کی شاعری انسانوں کی مایوسیوں اور گہرے دُکھ درد کی عکّاسی کے باوُجود آرزُوؤں سے خالی نہیں ہے۔ اِس میں جا بہ جا اُمیدوں اور اثباتی تمناؤں کے پھُول کھلے نظر آتے ہیں۔ لوہسون نے اپنی ایک کہانی ''پاگل آدمی کی ڈائری'' میں زندگی کی بھیانکتا اور بے رحمیوں کی خوفناک عکّاسی کرتے ہوئے کہا تھا: "Let us save the children"۔

اِس مجموعے کی نظموں میں یہ احساس نُمایاں ہے۔ شاعر کو آیندہ ماحول کی فکر ہے جس میں ''ہمارے بچّوں کو زندہ رہنا ہے''۔ عزیز الحق کا کہنا ہے:

''اگر دِلوں کو بدلنے کی آرزُو ہم میں جوان ہے تو خُود کو اِس تبدیلی کا اہل سمجھنا ہم پہ لازم ہے۔ ذہن کیسے بدلے جا سکتے ہیں؟ دِل کیسے صراطِ مستقیم پہ لائے جا سکتے ہیں؟ یہ جاننے کے لیے ہمیں اوّلاً یہ جاننا ہوگا کہ ذہن کیوں کر بدل جاتے ہیں، دِل کیوں کر راہِ راست سے ہٹ جاتے ہیں۔ ہمیں اُن روابط و ضوابط کو سمجھنا ہوگا جو انسانی عقل و شعُور سے متعلق ہیں۔ ہماری انسان دوستی عبارت ہے انسان دوستی کے پھلنے پھُولنے اور پروان چڑھنے کی فضا کے شعُور سے۔ ہماری ذہنی صحت کا تقاضا ہے کہ ہم یُونہی شور مچانے اور آہ و بکا کرنے کے بجائے عقل و خرد سے کام لیں اور جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اُس کے لیے راہیں تخلیق کریں۔ پہاڑوں کی شکست کے لیے غم و غُصّہ یا اُمید و آرزُو کافی نہیں، ڈائنامائیٹ بھی درکار ہے۔ ہماری ذہنی صحت کا تقاضا ہے کہ ہم جب کچھ کرنے کی خواہش کریں، عقل و خرد کی روشنی میں یہ بھی دیکھ لیں کہ وہ خواہش کسی طور پر قابلِ عمل بھی ہے یا نہیں، اُس آرزُو سے کیا حاصل جو محض آرزُو ہے، ہماری ہر آرزُو موہُوم ہے جب تک کہ وہ عمل میں نہ آ سکے اور آرزُو سے عمل تک ہر ہر گام ہزاروں لغزشیں حائل ہیں، آرزُو سے عمل تک، فرد سے مُعاشرے تک سلسلہ ہائے قوانینِ قُدرت بچھے پڑے ہیں، اِنھیں سمجھنا ہم پہ لازم ہے، اِن سے چشم پوشی کرنا خُود فریبی ہے، خُود کو ان قوانین پہ قادر سمجھنا انسان

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔-Mazhar03037619693

دوستی کے مذہب کی شرطِ اوّلین ہے''۔

''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' کی نظمیں شاعر کے افکار کے جذباتی و عقلی اُتار چڑھاو کا نتیجہ ہیں۔ فکرِ آیندہ کے نتیجے میں پھلتے پھولتے اور مرتے جذبات و خیالات کے جدلیے! کہیں یہ خیال کہ ''آغاز و انجام موہُوم ہیں''، کہیں یہ جذبہ کہ ''کام کچھ اور بھی کرنے ہیں ہمیں''، کہیں یہ فکر کہ ''بلبُل نغمہ نوا ہے نہ گُلِ تر کوئی''، کہیں یہ فیلسُوفی کہ ''ایک بے کیف تسلسل میں جیے جاتے ہیں''، کہیں یہ ایمان کہ ''اپنی ہی ذات کا ہر کوئی اسیر''، کہیں یہ جبر کہ ''زندگی تھوڑی ہے''۔ ''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ ظلم سے کوئی جگہ، کوئی دور خالی نہیں ہے۔ ہر مُعاشرے اور ہر فکری قبیلے کے ''ٹوٹم اور ٹیبو'' جُدا جُدا ہیں، اِس لیے سب کچھ ایک سماج میں قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ انسان مختلف مذاہب اور افکار میں زِندگی گزار رہا ہے۔ ایک جبریت ہے کہ دِھیرے دِھیرے سب کچھ عظیم چاہِ عدم میں جا گرتا ہے۔ جب تک غور و فکر کرنے والے زِندہ ہیں، مختلف تاریخی حقائق اور فکر و فلسفہ کی نئی دریافتوں سے سابقہ پڑتا رہے گا۔ شاعر ایک طرف ذات کی دلدلوں میں اُتر کر فکری موتی ڈُھونڈتا ہے اور دُوسری طرف خارجی ماحول کا سامنا کرتے ہوئے خیالات و جذبات کے ترک و قبُول سے گذرتا ہے۔ اُس کے کلام میں بیک وقت ناپختہ، نیم پختہ اور پختہ خیالات موجُود ہوتے ہیں، اُن میں سے مرُورِ زماں کے ساتھ ساتھ کچھ معدُوم ہو جاتے ہیں اور کچھ زیادہ زور و شور سے اپنی موجُودگی کا اِحساس دِلاتے ہیں۔

''آدھی بھوک اور پوری گالیاں'' کی نظمیں فکر و فلسفہ کے اِعتبار سے سامنے کے انسانی ماحول سے مربُوط و متعلق ہیں۔ شاعر کے افکار کی بُنیاد کوہکن کی اُس گرسنگی پر قائم نظر آتی ہے جس کی بدولت وہ طرب گاہِ رقیب کا مزدُور بنا ہے۔ ایسی صُورتِ حالات کی عکاسی میں یہ اِحتمال بھی ہوتا ہے کہ اُسے اُس کی جذباتی و نفسیاتی اُلجھنیں نہ لے بیٹھیں اور وہ اپنی کڑی تنہائی کو اپنا اندوختہ نہ سمجھ بیٹھے۔ انسانی اُلجھنیں اندرُونی اندوہ وغم سے مل کر جب آشوب آشنا ہوتی ہیں تو شاعروں کے ردِّ اعمال بگٹٹ بھی ہو سکتے ہیں۔

ضیاءُالحسن اپنے مثبت فکر اور صائب ردِّ عمل کی وجہ سے اِس صُورتِ حالات سے بچ نکلے ہیں اور اُنھوں نے اپنے خیالات و افکار کو منجمد نہیں ہونے دیا۔ اِن نظموں میں متنوّع مگر پیچیدہ خیالات و احوال کی تصویرکشی کی گئی ہے۔ شاعر کے افکار مزرعِ زندگی کو از سرِ نو ہرا کرنے کی آرزو سے معمُور ہیں۔ اِنھیں ماحول کی تبدیلی کی شدید خواہش ہے۔ یہی اِن کا فلسفہ، ایمان ہے۔ اِن کے لیے زندگی اپنی مُشکل بوالعجبیوں کے باوُجود بے کار و بے معنی نہیں ہے۔ انسانیت پر اِن کا پختہ ایمان ہے۔ وہ انسان کے قریب رہ کر اُس کا تجزیہ کرنے کے عمل سے مملُو قارئین کو انسان کے قریب تر کرنے کا فریضہ سنبھالے ہُوئے ہیں۔

سعادت سعید

جی سی یونی ورسٹی لاہور

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔ Mazhar03037619693

رنجِ رایگانی

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

لکھ رہی ہے زیست تحریرِ ثبات
اور ربانی کہہ رہی ہے رایگاں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ستاروں کو تہِ افلاک کر کے
بنایا اُس نے ہم کو خاک کر کے

کہ رہنا تھا غُبارِ زندگی میں
بدن اوڑھے رہے پوشاک کر کے

تمنا کھو گئی خوابِ طرب میں
ستارے سو گئے غم ناک کر کے

جہاں سارا ہمارے سامنے تھا
چُنا ہم نے یہ دل بے باک کر کے

تُمھیں جیسے خزانہ مِل گیا ہے
ہماری چشم کو نم ناک کر کے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

تمھاری بارگہ میں آ گئے ہیں
ہر آلایش سے خُود کو پاک کر کے

کسی وُسعت میں کھونا چاہتے ہیں
نہیں اِدراک کُچھ اِدراک کر کے

-☆-

ہمیں آزادگی کی آرزُو تھی
ہمیں چھوڑا ہے اِس نے راکھ کر کے

کم و بیش جہاں کو چھوڑ دیں گے
حسابِ زندگی بے باق کر کے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ہمیں یہاں پہ کوئی اختیار اگر ہے بھی
بس ایک سانس کا ہے اعتبار اگر ہے بھی

کہاں خُمار ، فقط اِک خُمار سا ہے کچھ
تُمھاری چشم سے باہر خُمار اگر ہے بھی

حد و حساب سے باہر ہے عالمِ امکاں
حد و حساب میں اس کا شُمار اگر ہے بھی

بس ایک عکس ہے دُھندلا سا چشمِ حیراں میں
کسی کا ہم کو یہاں انتظار اگر ہے بھی

کسی گُمان کے مٹتے ہُوئے نشان میں ہے
بنائے ہستیِ ناپایدار اگر ہے بھی

پڑے ہُوئے ہیں کہیں درمیانِ بُود و نبود
یہیں ہے ، ہم کو ضیاؔ کچھ قرار اگر ہے بھی

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

راس آتی ہے نہ درویشی نہ سُلطانی مجھے
اپنی دانائی بھی اب لگتی ہے نادانی مجھے

زِندگی اِک خطۂ خواب و خیالِ خام ہے
پردہ اُٹھتا ہے، نظر آتی ہے حیرانی مجھے

ہو گئی ہے کم مجھے اب فرصتِ نظّارگی
ہر طرف رہتی ہے جلووں کی فراوانی مجھے

کون رکھتا ہے مجھے آوارۂ کوئے ملال
کر دیا ہے عیشِ روز و شب کا زندانی مجھے

کر دیا ہے کِس نے دُنیا میں مجھے خوار و خراب
سونپ دی ہے کِس نے اس دِل کی نگہبانی مجھے

اب کوئی مُشکل مجھے مُشکل نظر آتی نہیں
ہو گئی ہے اب تو آسانی بھی آسانی مجھے

کس قدر اپنی سہُولت میں سہُولت تھی مجھے
ہو گئی کتنی گراں اپنی گراں جانی مجھے

جب سے اُترا ہے ضیاؔ آنکھوں سے ملبُوسِ نظر
خُوش لباسی بھی نظر آتی ہے عُریانی مجھے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

باغ ہے باغ کی فضا گُم ہے
سانس لینے کو بھی ہَوا گُم ہے

ٹھیر جائیں تو ہے مقامِ فنا
چل پڑیں ہم تو راستہ گُم ہے

ہم بھی موجُود ہیں یہاں، تُم بھی
رابطہ درمیان کا گُم ہے

بے یقینی ہے سب کے ذہنوں میں
کیا مُیسّر ہے اور کیا گُم ہے

ہیشۂ زِیست سے گذرنے کو
حوصلہ تھا، سو حوصلہ گُم ہے

یہ سِتارہ اِنہی خلاؤں میں
ایک دِن تُم بھی دیکھنا، گُم ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مَیں جو اپنی جان سے جانے والا ہُوں
لگتا ہے کُچھ کام دِکھانے والا ہُوں

نا اُمید نہ ہونا اِس تاخیر سے تُم
ٹھیرو ایک ذرا ! مَیں آنے والا ہُوں

مجھ کو اپنی رہ پہ بُلانے والے سُن!
مَیں تو خُود اِک راہ بنانے والا ہُوں

دیکھ پرکھ کر آگ میں رکھوں گا مَیں پانو
سوچ سمجھ کر دھوکا کھانے والا ہُوں

مَیں جو آنکھ میں پانی بھر کر بیٹھا ہُوں
اندر کی اِک آگ بُجھانے والا ہُوں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ظاہر میں تو اک اپنی روانی میں رواں ہے
ہر چیز یہاں وقت کے پانی میں رواں ہے

تجرید بھی تجسیم کے پردے میں ہے ظاہر
لافانی بھی اک عالمِ فانی میں رواں ہے

موجود نہیں کچھ بھی یہاں ایک جگہ پر
ہر چیز کسی نقلِ مکانی میں رواں ہے

کچھ ہے جو مجھے ہوش میں آنے نہیں دیتا
کچھ ہے جو مرے خوں کی روانی میں رواں ہے

ہر لفظ مہکتا ہے ترے حُسن کی ضو سے
خوشبو ترے پیغامِ زبانی میں رواں ہے

دِل ایسے رواں ہے تری رفتار کے پیچھے
جیسے کوئی کردار کہانی میں رواں ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

یہ جو اِک لہر میں آنکھوں نے اُچھالا پانی
ایسا لگتا ہے بہُت دِل نے سنبھالا پانی

ہم کو اِس منزلِ مُشکل سے گذرنے کے لیے
چاہییں پھُول ، تمنائیں ، اُجالا ، پانی

ایک پانی کو نظر کُچھ بھی نہیں آتا ہے
ایک ہوتا ہے میاں ! دیکھنے والا پانی

چاندنی رات میں اُس جھیل کنارے کوئی پَل
تُم نے دیکھا ہی نہیں دیکھنے والا پانی

ہم کو اِس کارگہِ ہست میں جینے کے لیے
اور کیا چاہیے؟ بس ایک نوالا ، پانی

یاد کرتے ہیں تجھے اشک بہا لیتے ہیں
ہم نے اے جان ! تری یاد میں ڈھالا پانی

اب نہ آنکھیں ہیں، نہ دِل ہے، نہ تری یادیں ہیں
ایسے کرتا ہے ہر اِک شے تہ و بالا پانی

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

سر بدل دینا ہے ، دستار بدل دینی ہے
صُورتِ بندہ و مختار بدل دینی ہے

یہ جو ترتیب ہے ، اب اِس کو اُلٹ دینا ہے
خُوے خوابیدہ و بیدار بدل دینی ہے

ہم نے اب ہاتھ بدل دینے ہیں زنجیروں میں
ہم نے زنجیر کی جھنکار بدل دینی ہے

آپ کے مُنہ کو لگا خُون چُھڑانا ہے ابھی
آپ کی عِلّتِ آزار بدل دینی ہے

بات سُنتا ہی نہیں پیار کے حیلے سے کوئی
اِس لیے صُورتِ گُفتار بدل دینی ہے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

یہ جو ہم دیکھتے رہتے ہیں بڑی حسرت سے
اب یہی حسرتِ دیدار بدل دینی ہے

تحفۂ عہدِ غلامی ہے وفاداری بھی
ہم کو یہ رسم بھی ناچار بدل دینی ہے

تیرے ہاتھوں بھی ہُوئے ہیں کئی برباد یہاں
تیری حالت بھی دِلِ زار ! بدل دینی ہے

اے زمانے ! ترے انداز بدلنے ہیں سبھی
اے زمانے ! تری رفتار بدل دینی ہے

مُفتیِ شہر کو سُولی پہ چڑھانا ہے ضیاؔ
ہم کو اب رسم و رہِ دار بدل دینی ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

کِھلتا ہے جہاں پر گُلِ نایابِ تمنّا
چھوڑ آئے ہیں اُس راہ میں ہم خوابِ تمنّا

بُجھتا ہے کِسی دِل میں تری یاد کا سُورج
روشن ہے کسی بام پہ مہتابِ تمنّا

سودا ہے مرے سر میں کسی اور جہاں کا
اِک اور تمنّا ہے پسِ خوابِ تمنّا

اُترے گا کبھی مجھ پہ محبت کا صحیفہ
چھیڑے گا مرے دِل کو بھی مِضرابِ تمنّا

کُچھ دِل میں تڑپ ہے نہ مری آنکھ میں آنسو
ماتھے پہ سجا رکھی ہے محرابِ تمنّا

پہنچیں گے ضیاؔ بارگہِ حُسن میں اِک روز
کُھل جائے گا ہم پر بھی کبھی بابِ تمنّا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اِک رہ گزارِ مُشکل و مسدُود کھول کر
مَیں آ گیا ہُوں یاں درِ موجُود کھول کر

رکھتا ہُوں اِس کو بند مَیں اپنے دماغ میں
یہ کائنات لگتی ہے محدُود کھول کر

اِک قریۂ گُمان تھا آنکھوں کے اُس طرف
اُس نے دِکھا دِیا ہمیں بے سُود کھول کر

کیا دیکھنا ہے یاں ، ہمیں کیا دیکھنا نہیں
اِک دِن بتائے گا مرا مشہُود کھول کر

اِبہام میں لپیٹ کے رکھی ہے شاعری
معنی تمام ہوگئے مفقُود کھول کر

بھٹکا دِیا ہے راہِ جُنوں سے ہمیں ضیاؔ
اُس نے طِلسمِ منزلِ مقصُود کھول کر

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

نفرت کے لیے رکھا نہ کینے کے لیے رکھا
دِل اُس نے کِسی اور قرینے کے لیے رکھا

ہم کو تو کسی کام کا رکھا ہی نہیں اُس نے
رکھا تو فقط زخم ہی سینے کے لیے رکھا

پہلے تو کوئی شکل بنائی مری آنکھوں میں
پھر اُس نے کسی درد کو سینے کے لیے رکھا

اِک پھول کِھلایا مرے دِل کے کِسی گوشے میں
اِک خواب مری آنکھ میں جینے کے لیے رکھا

جاں ہم نے ہتھیلی پہ رکھی اُس کی تمنا میں
اور پہلا قدم اُس کے مدینے کے لیے رکھا

کُچھ اور طلب ہے جو ضیاؔ رکھتی ہے آوارہ
اِک اور سفر میرے سفینے کے لیے رکھا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

پھول اپنا بھی مہکنے کے لیے تھا
یہ الاؤ بھی دہکنے کے لیے تھا

اب جو خاموش ہُوا ہے یہ مرا دِل
یہ پرندہ تو چہکنے کے لیے تھا

دِل کِسی راہ سے واقف ہُوا کیوں کر
یہ مُسافر تو بھٹکنے کے لیے تھا

پھر کسی راہ پہ آیا ہی نہیں ہے
کُچھ تو آنکھوں میں بھٹکنے کے لیے تھا

ہم نے اِک پھول کِھلایا تھا کہیں پر
جو کِسی دِل میں مہکنے کے لیے تھا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

چمکتا تھا بہت افلاک میں دِل
سو آخر مِل گیا ہے خاک میں دِل

بہت مغرور تھا آزادگی پر
بندھا ہے حُسن کے فتراک میں دِل

تُمھاری جُستجو میں گُم ہُوا ہے
تڑپتا تھا ہماری خاک میں دِل

چمکتا ہے ہماری رُوح میں کیا
سِتارہ ہے کہ ہے اَفلاک میں دِل

کسی کے حُسن پر مامُور آنکھیں
بٹھایا ہے کسی کی تاک میں دِل

-☆-

کریں گے ہم بھی اپنی آگ روشن
دبایا ہے بدن کی راکھ میں دِل

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

جو کر رہا ہے کبر سے عبا دُرست
دماغ اُس کا کر نہ دیں ذرا دُرست

مُعاملہ بھی صاف ہو رہے گا سب
یہاں پہ کیا نہیں ہے اور ہے کیا دُرست

سمجھ چُکا ہُوں اُس کا کھیل میں تمام
مگر مجھے نہیں سمجھ سکا دُرست

دُرست ہیں تری ستم شعاریاں
مگر نہیں ہے میرا حوصلہ دُرست

ابھی صفیں دُرست کر رہے ہیں ہم
ابھی نہیں ہے وقت جنگ کا دُرست

ہے وقت ، اب بھی اپنی ہار مان لو !
تُمھارا وقت اب نہیں رہا دُرست

تُمھارا جو بھی وار تھا ، اُچٹ گیا
اگر ہمارا ہاتھ پڑ گیا دُرست ؟

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اُس کو ڈھونڈتے ہیں ہم جہاں کہیں
دِل بھی تُم نے دیکھا ہے میاں کہیں

تُم بھی ہو رہو گے مُبتلا ضرُور
دیکھ لو اگر اُسے یہاں کہیں

پھُول کِھل رہے ہیں باغ میں بہُت
دِل بھی ہو گا اُن کے درمیاں کہیں

کھو گئی ہے راہِ زِیست میں طلب
رہ گیا ہے تیرا آستاں کہیں

آ گئے ہیں زِندگی سے کتنی دُور
رہ گیا یقیں کہیں ، گُماں کہیں

زِندگی سے بچ کے آ گئے اِدھر
ہم پہ ہو نہ جائے مہرباں کہیں

نام لے کے یاد کیا کروں ضیاؔ
رہ گیا فلاں کہیں ، فلاں کہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

سانس لینے کو کوئی جا ہی نہیں
زندگی سے کوئی گِلہ ہی نہیں

شوق اِتنا کہ چل پڑے ہیں ہم
پر کہاں جائیں ، راستہ ہی نہیں

کِس قدر بے بسی سے ہم اُس کو
دیکھتے ہیں کہ دیکھتا ہی نہیں

کسی پر کُچھ اثر نہیں ہوتا
دِل کسی کام کا رہا ہی نہیں

لاکھ سر مارتے ہیں روز و شب
کام ہم سے کوئی بنا ہی نہیں

کاٹنی ہے جو ہم کو مر مر کر
پھر ہمیں زندگی دِکھا ہی نہیں

گر اِسی شور میں ہی رہنا ہے
کوئی نغمہ ہمیں سُنا ہی نہیں

یُوں گریزاں ہیں ہم سے شعر و ہُنر
جیسے ہم نے کبھی کہا ہی نہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

گُلاب ہے نہ خواہشِ گُلاب ہے
اور اپنی چشمِ خواب اِک عذاب ہے

جو دیکھیے تو دُور دُور تک یہاں
سراب ہے، سراب ہی سراب ہے

یہ دِل عذابِ آگہی کے درمیاں
بہُت دِنوں سے خستہ و خراب ہے

ابھی نہیں ہُوئی تمام راکھ سرد
ابھی ہمارے دِل میں اِضطراب ہے

مَیں گہری نیند سے اُٹھوں گا ایک دِن
ابھی رُکا ہُوا یہ سیلِ آب ہے

جو روشنی سی پھُوٹتی ہے آنکھ سے
کوئی تو چیز اندرونِ آب ہے

تُمھاری سمت دیکھ کر نہیں رُکے
ہمیں خُود اپنے آپ سے حجاب ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

دردِ ہستی کا چارہ کیا ہے میاں
مِٹ گئے تو دوبارہ کیا ہے میاں

ہے فقط جان کا زیاں اس میں
زِندگی میں خسارہ کیا ہے میاں

جی رہے ہیں تو جی رہے ہیں ہم
مر رہیں گے ہمارا کیا ہے میاں

یہ جو دو چار پھُول کھِلتے ہیں
اِس میں حِصّہ تُمھارا کیا ہے میاں

اِک تسلسُل ہے، اِک روانی ہے
بحر کیا ہے، کِنارہ کیا ہے میاں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

زِندگانی کہہ رہی ہے رایگاں
رایگانی کہہ رہی ہے رایگاں

کہہ رہا ہُوں مَیں کہانی درد کی
اور کہانی کہہ رہی ہے رایگاں

لِکھ رہی زِیست تحریرِ ثبات
اور زُبانی کہہ رہی ہے رایگاں

دِل محبت، آنکھ چہرہ، جاں قرار
بدگُمانی کہہ رہی ہے رایگاں

زِندگانی کہہ رہی ہے زِندگی
زِندگانی کہہ رہی ہے رایگاں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اب بدلتے ہیں انھیں ہم، اب بدلتے ہیں
دِن گذرتے جا رہے ہیں کب بدلتے ہیں

مسند و کُرسی پہ رہ جاتے ہیں سارے کرّوفر
اے فلاں! جب عُہدہ و منصب بدلتے ہیں

اِس طرح شاید نکل آئے کوئی جینے کی راہ
اِس لیے ترتیبِ روز و شب بدلتے ہیں

ضابطے ترتیب دیتے ہیں یہاں پھر سے نئے
زِندگی کرنے کے سارے ڈھب بدلتے ہیں

پہلے پہلے کرتے ہیں آغاز اپنے گھر سے ہم
سب سے پہلے عِشق کا مذہب بدلتے ہیں

پی رہا ہے ایک مُدّت سے ضیاؔ خُونِ جگر
اب دِلِ وحشی کا بھی راتب بدلتے ہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

کر دیے ہم نے کام سب تو بس
اِک تری آرزُو ہے اب تو بس

دیکھ بیٹھے ہیں سب تماشے ہم
موت ہے، کُچھ ہے گر عجب تو بس

سانس رُکنے لگی ہے سینے میں
ایسے لگتا ہے جیسے اب تو بس

ہوگئے ختم آنکھ سے آنسُو
اور نہ آئی بہار، تب تو بس

ہو گیا سرد دِل کا ہنگامہ
یُوں ہی گذریں گے روز و شب تو بس

ظُلم اب آخری حدوں پر ہے
اب بھی کھولے نہ ہم نے لب تو بس

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

سمتِ سفر ہے اور ، سفر اور سمت ہے
جانا تھا جس پہ ، راہ گذر اور سمت ہے

اِس بار بھی ہے معرکۂ خیر و شر وُہی
یعنی زمانہ بارِ دِگر اور سمت ہے

بیٹھے ہُوئے ہیں شوقِ سفر کو لپیٹ کر
جن کے لیے یہ راہ گذر اور سمت ہے

اِس کش مکش میں جان کا جانا ضرُور ہے
دِل اور سمت اور نظر اور سمت ہے

اے دِل ! چلیں گے ہم بھی کسی اور ہی طرف
اُس کی عنایتوں کی اگر اور سمت ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

بہار آنے سے پہلے گئی ہے
یہ بیماری کہاں سے لگ گئی ہے

بہے ہیں رات بھر آنکھوں سے آنسو
یہ مٹی پھر مہکنے لگ گئی ہے

اچانک کس طرح ماحول بدلا
ہمیں پھر سانس آنے لگ گئی ہے

پرائی آگ میں کیا ہاتھ ڈالا
ہماری آگ بجھنے لگ گئی ہے

نکلتا جا رہا ہے ہاتھ سے دل
طبیعت کچھ سنبھلنے لگ گئی ہے

ترے کوچے میں چھوڑ آیا ہوں دل کو
مری محنت ٹھکانے لگ گئی ہے

بہت جاگے ہوئے تھے رات بھر کے
ہمیں اب نیند آنے لگ گئی ہے

بہت لڑتی رہی ہے زندگی سے
یہ کشتی اب کنارے لگ گئی ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مری آنکھوں کو اپنی یاد سے نم ناک کرتا ہے
مری مٹی کو اس پانی سے پھر وہ پاک کرتا ہے

ستارے چشم میں، سینے میں اک مہتاب کو رکھ کر
زمیں پر یوں مجھے وہ ہم سرِ افلاک کرتا ہے

مجھے وہ محو رکھتا ہے بس اک اپنی تمنا میں
بہت سرشار کرتا ہے، بہت بے باک کرتا ہے

تمناؤں کی مٹی گوندھ کر کوزے بناتا ہوں
مرے اندر رواں وہ زندگی کا چاک کرتا ہے

کبھی بے زار کرتا ہے مجھے دُنیا کی خواہش سے
کبھی دُنیا کی خواہش میں مجھے غم ناک کرتا ہے

مری مٹی میں اِک پتھر گڑا ہے حجرِ اسود سا
خطائیں جذب کر لیتا ہے، مجھ کو پاک کرتا ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

زندگی کی مُشکلیں آسان کرنے کے لیے
آ گئے ہیں پھر کوئی پیمان کرنے کے لیے

اِک نئی منزل کی خواہش ، اِک نئی دُنیا کا خواب
شہرِ جاں میں زیست کا سامان کرنے کے لیے

چل پڑے ہیں اِک نئی دُنیا کی دُھن سر میں لیے
پھر کوئی پیدا نیا اِمکان کرنے کے لیے

پیار کی دو چار باتیں ، درد کے دو چار پھُول
واعظا ! اِنسان کو اِنسان کرنے کے لیے

عشق ، درد و غم ، وفاداری ، تمنّا ، شاعری
شہرِ دِل کو اِک ذرا گنجان کرنے کے لیے

ایک سی آوارگی ہے ، ایک سی پابستگی
اب یہاں کُچھ بھی نہیں حیران کرنے کے لیے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

آنکھ خاموش ، نظر خالی ہے
درد کی رہ گذر خالی ہے

روشنی سمت بدلنے کو ہے
عرصۂ شمس و قمر خالی ہے

ہاں ! مُلاقات کی ساعت ہے یہی
وقت کا پچھلا پہر خالی ہے

آرزُو دِل میں نہیں ہے کوئی
ایک مُدّت سے یہ گھر خالی ہے

اُٹھتے جاتے ہیں خریدارِ جُنوں
کیسۂ شعر و اثر خالی ہے

اب کِسی دِل میں نہیں شوقِ سفر
جادۂ شہرِ ہُنر خالی ہے

دِن گذرتا نظر آتا ہی نہیں
رنگِ امکاں سے سَحَر خالی ہے

صِرف دِل ہی نہیں سُنسان ضیاؔ
روشِ جاں بھی اِدھر خالی ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اِک سِتارہ سرِ دیوار چمکنے لگا پھر
صبح کا رنگ مرے دِل میں دمکنے لگا پھر

پھر نظر آنے لگے ہیں یہاں آثارِ جنُوں
ایک شُعلہ مری آنکھوں سے لپکنے لگا پھر

درد پھر جاگ اُٹھا ہے مرے دِل میں اِک بار
دِلِ خاموش کِسی غم میں سِسکنے لگا پھر

باغ کا باغ ضیاؔ فصلِ خزاں کے باوصف
آمدِ بادِ بہاری سے مہکنے لگا پھر

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا۔ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

ابھی تک دِل کی لَو سے دِیدۂ پُرآب روشن ہے
اِسی پانی سے میری زِندگی کا خواب روشن ہے

مرے شعروں کی خُوش بُو سے مہکتا ہے بدن تیرا
مرے سجدوں سے تیرے حُسن کی محراب روشن ہے

اُسی کے حُسن کی خُوش بُو یہاں پھیلی ہے سارے میں
کہیں شاخِ تمنا پر دِلِ بے تاب روشن ہے

ترے ہونے سے رونق ہے یہاں شہرِ محبت میں
فصیلِ درد میں اِک آرزُو کا باب روشن ہے

تری موجُودگی سے وجد میں ہے محفلِ ہستی
تری آنکھوں کی مستی سے شرابِ ناب روشن ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ابھی کہ فُرصتِ بے کاریِ جُنوں ہے بہُت
ہمارا حال بھی پہلے سے اب زبُوں ہے بہُت

دُھواں دُھواں سی ہے کُچھ شہرِ زندگی کی فضا
بس ایک دِل ہے یہاں پر کہ شُعلہ گُوں ہے بہُت

نہ شوقِ لذّتِ دُنیا ، نہ ذوقِ عیشِ دوام
ہمارے دِل پہ تری چشم کا فسُوں ہے بہُت

ہمارا دِل کہ کسی کام کا رہا ہی نہیں
تُمھاری چشم کہ اب تک بھی سُرمہ گُوں ہے بہُت

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

کب مجھے فکرِ کم زیادہ ہے
اپنے ہونے کا غم زیادہ ہے

اس وُجود و عدم کے جھگڑے میں
اک ذرا سا عدم زیادہ ہے

یا ادھوری ہے آرزُو میری
یا مری چشم نم زیادہ ہے

دِل کو ہے خواہشِ نظر اُس کی
دِل پہ اُس کا کرم زیادہ ہے

اِس کم و بیش زِندگی میں ضیاؔ
بیش کم اور کم زیادہ ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

وُجُود

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

پڑے ہُوئے ہیں کہیں درمیانِ بُود و نبود
یہیں ہے، ہم کو ضیاؔ کچھ قرار اگر ہے بھی

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

وُجُود کی تلاش

مَیں اپنے وُجُود کے معنی کھو چُکا ہُوں
مجھے محبت کی تلاش ہے
محبت ایک پوشاک ہے
جس میں کمر سے لگا پیٹ چھپایا جا سکتا ہے
آنسو جذب ہو سکتے ہیں
موسموں کی شِدّت سے بچا جا سکتا ہے
مَیں اپنے وُجُود کے معنی کھو چُکا ہُوں
ہو سکتا ہے
میرے وُجُود کے کبھی کوئی معنی رہے ہی نہ ہوں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

کوئی چُرا کر لے گیا ہو
کسی کی نگاہِ ناز میں
یا آفس ٹیبل کی دراز میں رہ گئے ہوں
ہو سکتا ہے
کسی بچّے کو سڑک پار کرواتے
بہار کے پہلے پھول کا نظارہ کرتے
یا کوئی نظم کہتے
مجھے اپنے وُجود کے معنی مِل جائیں

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ابھی مجھ سے کسی کو محبت نہیں ہُوئی

ابھی مجھ سے کسی کو محبت نہیں ہُوئی
سو دِل کے باغ میں پھُول بھی نہیں کھِلے
مجھے ہر عورت کے سینے پر پستان
اور رانوں کے بیچ قوس نظر آتی ہے
ابھی محبت شُروع نہیں ہُوئی
مَیں ہر ہم بستری کے بعد بے زار
اور پھر سے اِس کام پر تیار ہو جاتا ہُوں
پستانوں اور رانوں میں
محبت تلاش کرنے کے کارِ بے سُود میں مصرُوف

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

محبت کے موسم تک
عشرت کے رستے جایا جا سکتا
تو کب کا پہنچ گیا ہوتا
نظر کرتا ہوں تو لگتا ہے
زندگی سے کچھ اور بھی دُور نکل آیا ہوں
مجھے موت سے ڈر لگنے لگا ہے
کیوں کہ ابھی مجھ سے کسی کو محبت نہیں ہوئی
قتلِ عام جاری ہے
اگلے پڑاو تک
کارِ محبت موقوف
قسمت کو کاغذ کے ٹکڑوں
اور بارُود سے مُنسلک کر دیا گیا ہے
آبادی کا مسئلہ درپیش ہے
محبت کو کسی فارغ وقت پر اُٹھا دیا گیا ہے
بہار آنے تک
یہ موسم تو طے کرنا پڑے گا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

شاعری کا کام موقُوف ہُوا

محبت کی ایک کہانی میں
نیوکلیائی بم اِیجاد ہُوا
کان سماعت، اور آنکھیں بصارت سے محرُوم ہو گئیں
مَیں نے کاغذ سے ڈالر بنایا
اور دِل خرید لیا
گندُم سمُندر میں بہادی
اور بھُوک کھانے لگا
دِل سے درد اور آنکھ سے آنسُو رُخصت ہو گئے
باقر صاحب مر گئے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

محمد خالد وائس پرنسپل ہو گئے
آفتاب حُسین نے ادبی اخبار جاری کر لیا
اور مَیں شہرِ سُلطان جا بیٹھا

شاعری کا کام موقُوف ہُوا
دِن ہاتھوں سے نکلتے جا رہے ہیں
مجھے جوہری بم کہیں چھپا دینا چاہیے
ایسا نہ ہو کہ سراج کھیلنے کے لیے لے جائے

ڈالر کے کاغذ پر
محبت کا قاعدہ چھاپ دینا چاہیے
تا کہ ہمارے بچّے
ہیروشیما اور ناگاساکی
سَیر کے لیے جا سکیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

آخری دِن سے پہلے

(ابرار احمد کے لیے)

آخری دِن سے پہلے
جمع کر لینے چاہییں اپنے آنسو
سُلگا لینی چاہیے محبت کی آگ
بکھیر دینی چاہیے خُوش بُو
سمیٹ لینی چاہیے نفرت اور بدصُورتی

مَیں میزائل اور جوہری بم
چُنتا پھر رہا ہُوں
میرے بچے کھیلنے گئے ہیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

آخری دِن سے پہلے
مَیں ایک اور دِن بنا رہا ہُوں
بچپن کی طرح معصُوم اور اُجلا
جس میں محبت کی جا سکے
پھُول کھلائے جا سکیں
دوستوفسکی پڑھا جا سکے
جو گُزارا جا سکے دوستوں کے ساتھ
اور بچّوں کی کِلکاریوں میں

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مجھے دِل درپیش ہے

محبت کی تلاش میں مَیں ایک ایسی نفرت کا شکار ہُوا ہُوں
جو میرا حِصّہ نہیں تھی
میرا پیڑ مجھے سایہ نہیں دیتا
میری چھت مجھ پر گرنے والی ہے
دُوسروں کی روٹی سے کبھی پیٹ نہیں بھرتا
زِندگی کے سفر میں مجھے دِل درپیش ہے
زادِ سفر میں
میرے پاس محبت کے سِوا کُچھ نہیں
مَیں ایک ایسے کُنویں کے کِنارے بیٹھا ہُوں
جس کا پانی کھاری ہے
مَیں آنسُو پینا چاہتا ہُوں،
لیکن دِل کے کُوزے میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں
مَیں رُوح کے تاروں سے
ایک کپڑا بُنوں گا
اور اُس میں لپٹ کر سو رہُوں گا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا- ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

اب بہار ہمارے گملوں میں آتی ہے

حُصولِ زر کی خاطر
بہُت سے شہر دریافت کیے جا چکے ہیں
اُن پر اقتدار قائم رکھنے کے لیے
اسلحہ تیار کر لیا گیا ہے
ابھی تک اُس محبت کو دریافت نہیں کیا جا سکا
جو اِنسانی جبلّت پر غالب آ سکے
بہار آنے پر پھُول کھِلتے
پرندے چہچہاتے
دریا رقص کُناں ہو جاتے ہیں
جن موسموں میں دِل دھڑکتے تھے
اب خاموشی سے گذر جاتے ہیں
شہر وسیع اور دِل تنگ ہو گئے ہیں
جہاں بہار آتی تھی،
وہاں فلک بوس عمارتیں تعمیر ہو چکیں
اب بہار ہمارے گملوں میں آتی ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

rekhta

فکرِ آیندہ

ہمیں بصارت سے محروم کر دیا گیا ہے
یا منظر سے حُسن غائب ہو گیا ہے
ایک لامتناہی سیاہ پردہ ہے
جس سے ماتمی لباس تیار کیا جا سکتا ہے
اور احتجاجی پٹّیاں بنائی جا سکتی ہیں
ہمیں ایک سُورج درکار ہے
جس سے
مُعطّل بہار کے پھُول کھلائے جا سکیں
جہالت کے پردے میں چھپا
ایک دِن طلُوع ہو سکے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

آکسیجن ختم ہونے سے پہلے
ہمیں نئے درخت لگانے ہیں
پُرانے درختوں کو
ایوانِ صدر کی تعمیر میں اِستعمال کیا جا سکتا ہے
ہمیں گذشتہ سے زیادہ
آیندہ کی فِکر کرنی چاہیے
اِسی آیندہ میں
ہمارے بچّوں کو زندہ رہنا ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

دِل دھڑک رہا ہے

ہر لفظ جس کا مطلب محبت ہو
مجھے پسند ہے
اِس کے مُتضاد الفاظ مجھے اچھے نہیں لگتے
اُن سے خنجر تیار کیے جاتے ہیں
جن سے خُوب صُورتیوں کو کاٹ کر
زِندگی کا عُنوان ''بدصُورتی'' لِکھ دِیا جاتا ہے

مَیں نفرت سے بھی نفرت کرتے ڈرتا ہُوں
حال آں کہ دو نفی زِندگی کا اثبات ہیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔03037619693Mazhar

کسی بم بلاسٹ کے بعد
سڑک پر بکھرے اعضا میں
ایک دِل دھڑک رہا ہے
مَیں آیندہ سے مایُوس نہیں
اِس میں اب بھی وہ جذبہ پیدا ہو سکتا ہے
جو اِنسان کی خُون سے رغبت کم کر دے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اِتّفاق سے مِلی ہُوئی شَے

اگر کوئی چیز ہمیں اِتّفاق سے مِل جائے
ہم اُس کی قدر نہیں کرتے
کونے کُھدرے میں ڈال دیتے ہیں
طاق پہ رکھ کر بھُول جاتے ہیں
یا بے دردی سے ضائع کر دیتے ہیں
زِندگی بھی ہمیں اِتّفاق سے مِلی ہے
کبھی ہم اِسے رحمِ مادر میں رکھ کر بھُول جاتے ہیں
بوسنیا اور کشمیر میں تشدُّد کا نشانہ بناتے ہیں
روانڈا میں ہیضے کے حوالے کر دیتے ہیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

زندگی کے خلاف ہم نے
نیوکلیائی ہتھیار ایجاد کر لیے ہیں
نسلی، لسانی اور جغرافیائی تضادات گھڑ لیے ہیں
کہتے ہیں یہ دُنیا بھی
کسی حادثے کے نتیجے میں اتفاقاً وجود میں آئی تھی

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اگر وہ چاہے

اُسے بازار پسند ہے
اور مجھے گھر
بازار کی کشش اُسے اپنی طرف کھینچتی ہے
میرے دِل میں تمنائیں مُرجھانے لگتی ہیں
مَیں اُسے کھونا نہیں چاہتا
اُسے رونق پسند ہے
اور مجھے تنہائی
مَیں دِل میں سارا جہان دیکھ لیتا ہُوں
اُسے سارے جہان میں
ایک دِل ہی نظر نہیں آتا
دِل کی ساری رونق اُس کے دَم سے ہے
اگر وہ چاہے
دِل میں بازار لگایا جا سکتا ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ہمیں کیا کرنا چاہیے

ہمیں ایک متروک زمانے میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا ہے
مذہب اور جغرافیے میں تقسیم کر دیا گیا ہے
حُبُّ الوطنی کے پردے میں محبت کو چھپا دیا گیا ہے
ہم دُشمن مُلک میں پھیلے طاعُون سے بھی مسرّت کشید کرتے ہیں
اِحساس کی دھار سے نفرت کو قطع کیا جا سکتا ہے
رائج الوقت مذہب ترک کرنے سے خُدا پر ایمان مضبُوط ہو سکتا ہے
زُبانوں کو محبت کی ترسیل کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے
درجۂ حرارت نُقطۂ اِنجماد پر پہُنچنے سے پہلے
ہمیں اپنی آگ روشن کر لینی چاہیے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

آزادی

ہمیں باندھ دیا گیا ہے
سانس کی زنجیر سے
حرص اور طمع سے
نفرت اور کدورت سے
ہمیں آزاد کیا جا سکتا ہے
زندگی کی قید سے
فکرِ سخن سے
خواب اور تمنا سے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔03037619693Mazhar

پتّے پر لکھی کہانی

اگر میری آنکھیں مجھے دھوکا نہیں دے رہیں
تو اس پتّے پر ایک کہانی لکھی ہُوئی ہے
میرے دوستوں کا مشورہ ہے
مجھے کسی آئی سپیشلسٹ کو کنسلٹ کرنا چاہیے
میرا خیال ہے
لوگ کہانی کہنا سُننا بھُول چکے ہیں
اب گھر سے صحن اور صحنوں سے گُلاب رُخصت ہو گئے ہیں
آسمان کے کھیت میں سِتارے نہیں اُگتے
میرے دوستوں کو پتّے پر لکھی کہانی نظر نہیں آتی
لگتا ہے یہ کہانی
کِسی قدیم زُبان میں لِکھی ہُوئی ہے
اور زُبانوں سے ہمارا تعلُّق
محض لِسانی فسادات کی حد تک باقی رہ گیا ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اَن کہی کہانی

مَیں ایک کہانی کہنا چاہتا ہُوں
لیکن لفظ گُونگے ہو گئے ہیں
اور اُن کی آنکھوں پر پٹّی بندھی ہے
گیت رس، اور منظر رنگ سے خالی
فضا میں حبس اور دِلوں میں مُردنی ہے
مَیں ایک زمانے سے یہ کہانی لِکھنا چاہتا ہُوں
لیکن لفظ گُونگے ہو گئے ہیں
اور اُن کے ہاتھ بندھے ہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

روتی کیوں ہو؟

کیا بُجھ گیا تُمھاری آنکھوں میں
کیا ٹُوٹ گیا تُمھارے دِل میں
کیا کھو گیا تُمھارے ہاتھوں سے
کیا لِکھا گیا تُمھاری قِسمت میں
روتی کیوں ہو؟

کیا تُم ہو.....
کیا صِرف تُم ہو
ساری آنکھیں بُجھ گئی ہیں
کُچھ ٹُوٹ گیا ہے ہر دِل میں
نِکل گئی زِندگی ہاتھوں سے
روتی کیوں ہو

روشن ہوگا اِن سِتاروں سے
تُمھارا آنگن اور میرا دِل
جل اُٹھیں گے بُجھے ہُوئے چراغ

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

شعر کہنے کے لیے کیا ضرُوری ہے

شعر کہنے کے لیے کاغذ چاہیے، نہ قلم
کوئی باغ، کوئی خاص فضا، نہ کوئی خاص کمرا
شعر دِل میں بیٹھ کر کہے جاتے ہیں
شعر کہنے کے لیے دِل ضرُوری ہے
اور دِل کے لیے محبت
محبت سے دِلوں کو فتح کیا جا سکتا ہے
راشن نہیں خریدا جا سکتا
زِندہ رہنے کے لیے راشن ضرُوری ہے
اور شعر کہنے کے لیے زِندہ رہنا

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

مَیں شعر کہنے کے لیے زِندہ رہنا چاہتا ہُوں
راشن خریدنے جاؤں تو شعر کون کہے؟
بیوی کو راشن خریدنے بھیجوں
تو اُسے بازار کے لیے موٹر کار درکار ہے
موٹر کے لیے بنگلہ،
بنگلے کے لیے مُلازم،
مُلازموں کے لیے تنخواہ،
اور تنخواہ کے لیے بینک بیلنس۔
مَیں بینک بیلنس بڑھانے کے لیے محنت کر رہا ہُوں
تاکہ میری بیوی راشن خریدنے جا سکے
اور مَیں شعر کہہ سکُوں

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

محبت کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے؟

مَیں نے شاعری سے محبت اور محبت سے شعر کہنا سیکھا
مَیں نے محبت سے زِندگی کرنا بھی سیکھا
لوگوں کو شکوہ ہے کہ محبت ختم ہو گئی
مجھ سے محبت ہی ختم نہیں ہوتی
محبت باہر نہیں، دِل کے اندر ہے
ساری کائنات کو محبت میں لپیٹا جا سکتا ہے
محبت کی ہَوا سے دِلوں کے پھُول کِھلائے جا سکتے ہیں
کوئی مُشکل ہو تو محبت اُسے آسان کر دیتی ہے
محبت ایک دِن ہے جو کبھی غرُوب نہیں ہوتا

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

یا ایک رات جو زندگی کی تھکن سمیٹ لیتی ہے

محبت ایک کُنواں ہے

جس کا پانی کبھی کھاری نہیں ہوتا

محبت وقت اور مقام سے آگے کا کوئی پیمانہ

جس سے زندگی کی پیمایش کی جا سکتی ہے

محبت کرنے کے لیے ''اُس'' کا

موجُود ہونا تو کیا، ہونا بھی ضرُوری نہیں ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مجھے اُس شہر کو جانا ہے

مَیں جب اُس شہر کا قصد کرتا ہُوں
تُمھاری آنکھیں میرا رستہ روک لیتی ہیں
تُم جانتی ہو
میرا وہاں جانا ضرُوری ہے
وہاں میرے لوگ ہیں
جن سے میرا مُکالمہ
کئی صدیوں سے بند ہے

مجھے اُس شہر کو جانا ہے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

مگر اِس شہر کے باغ اور پرندے
میرے پانو پکڑ لیتے ہیں
خُوش اندام دوشیزاؤں کے سینوں کے گُلاب
میری بے تابیوں کے لیے
خُود کو وا کر دیتے ہیں

مجھے اُس شہر کو جانا ہے
مگر اِس شہر کے سب سے بڑے تاجر نے
میری آرزُوئیں..... میرے خواب.....
میرا سارا اسبابِ سفر خرید لیا ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

جسے ایک بدن مُیسّر ہو

جس کی سمت مُتعیّن ہو
اُسے نہیں بھٹکنا چاہیے
ہر سمت سے ہزار رستے
ہر راہ سے ہزار رُخ
نظّارہ کتنا ہی حسین ہو
آنکھوں کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیے
آدمی بھٹک جائے تو کہیں کا نہیں رہتا

جسے ایک بدن مُیسّر ہو
اُسے جسموں کی سیاحت سے پرہیز کرنا چاہیے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ہر بدن کی اپنی خُوش بُو ہوتی ہے
اور ہر بدن کے لیے ایک خُوش بُو
ہمیں اپنی خُوش بُو پہچان لینی
اور یاد رکھنی چاہیے
ایسا نہ ہو کہ قوّتِ شامہ بدحواس ہو جائے
عارضی لذت کے صحرا میں
تسکین کا کوئی چشمہ ہے، نہ تکمیل کا نخلستان
ایک بے سکُون اُدھورا آدمی

جب ایک پَل ہاتھ آ جائے
کسی اور پَل کی خواہش میں
اُسے گنوانا نہیں چاہیے
زِندگی لمحۂ موجُود ہے
جس نے اِدراک نہ کیا
اُس کا کوئی ماضی ہے، نہ مُستقبل

جو دِل آباد کر لے
اُسے کوئی اور خواہش نہیں کرنی چاہیے
یہ معجزوں کی دُنیا ہے
یہاں ایک قدم پر منزل
ایک بدن تکمیل
اور ایک پَل میں سارا جہان ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

کُچھ دِن

کُچھ دِن کُچھ دِنوں سے زیادہ خُوب صُورت
زِندگی کی حرارت سے بھرپُور اور چمک دار
اِن سے پیدا ہوتے ہیں کُچھ اور دِن
گُناہوں سے زیادہ تاریک
اور موت سے زیادہ یخ

کُچھ کہانیاں، کُچھ کہانیوں سے زیادہ سحر انگیز
وقت کی خُوش بُو سے لبریز
اور یادوں کی لذّت میں ڈُوبی

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

اِن سے بنتی ہیں کُچھ اور کہانیاں
اندیشوں اور وسوسوں میں گُم

کُچھ اِنسان کُچھ اِنسانوں سے زیادہ اچھے
خُوب صُورت دِنوں اور سحر انگیز کہانیوں جیسے
انھی میں کُچھ اور اِنسان
موت سے زیادہ سرد اور وسوسوں میں گُم
نظم اِن دونوں سے بنتی ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

بُوڑھا بیل

جوانی میں محبت کرنے والے جانتے ہیں
ایک نظر سے ہوش اُڑائے
ایک مُسکراہٹ سے پھُول کھلائے جا سکتے ہیں
ایک آہ سے جگر چھلنی
ایک پھُول سے مُلاقات کا وعدہ
ایک شعر سے دِل میں ہلچل
ایک لمس سے بے خود

ڈھلتی عُمر میں جوان لڑکی کی توجُہ پانے کے لیے
شاپنگ، تحائف، کینڈل لائٹ ڈِنر

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

لاکھوں لُٹا کر بھی
چڑیا کا پھنس جانا مشکوک
اور اُس کے اُڑ جانے کا خدشہ رہتا ہے

جوانی میں محبت کرنے والے جانتے ہیں
چاق و چوبند ہرنوں کا صحرا میں چوکڑیاں
پچاس کے پیٹے میں
عاشقِ بامُراد کہلانے کا شوقین
بُوڑھے بیل کی طرح ہانپتا ہے
تالیاں پیٹتے
''مرد کبھی بُوڑھا نہیں ہوتا'' کے نعرے لگاتے تماشائی
بُوڑھے بیل کے بیچ میدان گرنے کے منتظر

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مکافاتِ عمل

جسے قبیلے سے خارج کر دیا گیا تھا
سردار بنا دیا گیا ہے
اب اپنے معصوموں کے قتل
اور بے حُرمتی کا بدل مانگتا ہے
مَیں نے جبڑے پر اُگنے والے بالوں کو
خضاب سے رنگا،
پیٹ کو دوزخ کیا
بے غیرتی کی عبا میں ملبوس
مرسیڈیز پر سوار ہُوا

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اپنے اور اپنے بچّوں کے لیے
امان طلب کی
اور پُورا قبیلہ اُس کے سپرد کر دیا
مرد تمام شہید ہو چکے
باقی خواجہ سراؤں کی ایک نسل
کھیل دیکھتی اور تالیاں پیٹتی
مَیں انتظار حُسین کی افسانوی مکھی ہُوا
اور شہزادی کے لباس سے
روز کوئی کپڑا کم ہو جاتا ہے
اُس نے میری عورتوں کو
میرے آبائی دُشمنوں کے حوالے کیا
جو اُن کی حُرمتوں سے تاریخی غُبار نکالتے ہیں
کینہ پرور سردار نے
میری بہُو بیٹیوں کے بعد
میری ماں کا سودا بھی کر دیا
انتظار میں ہُوں
کِس دِن دُشمن کے گھوڑے
میری ماں کا بدن پامال کریں
اور جشنِ فتح میں بچنے والے
سامانِ تعیش سے
مَیں اپنی محفلِ طرب برپا کر سکُوں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

عبدالکریم نامہ

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

rekhta

سر بدل دینا ہے، دستار بدل دینی ہے
صورتِ بندہ و مختار بدل دینی ہے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

آدھی روٹی اور پوری گالیاں

عبدالکریم!
تمھیں نیند کیوں نہیں آ رہی
تمھیں بھوک لگی ہے شاید
تمھیں روز کیوں بھوک لگ جاتی ہے

تم گندم اُگاتے ہو
پالتے ہو اُسے اپنے خون سے
بیوی کا زیور بیچ کر
اور بچّوں کی بھوک سے
کاٹتے ہو تپتی دوپہروں میں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اور کھاتے ہونوالے گن گن کر
کھاتے ہو ادھوری بھوک اور گالیاں
کپاس اُگاتے ہو
اور پہنتے ہو پیوند لگے کپڑے
تمھیں کیا ملتا ہے، عبدالکریم؟

تمھاری محنت چھین لے جاتے ہیں
سرکاری اہلکار
سیٹھ سلطان لانڈھا
اور کوئی عاشق گوپانگ

عبدالکریم!
تم یوں ہی بیل کی طرح محنت کرتے رہے
تو تمھارے بچّوں کو بھی یہی میراث ملے گی
آدھی روٹی اور پوری گالیاں
تمھیں اس چکر ویو سے نکلنا ہے
اپنے بچّوں اور اُن کے بچّوں کی خاطر
اپنے کھاتے سنبھال کر رکھنا، عبدالکریم
ایک دِن،
تمھیں حساب لینا ہے
تڑخے ہُوئے ہاتھوں
کمر سے لگے پیٹ
اور بھوک سے بلکتے بچّوں کا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مَیں تُمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں

عبدالکریم!
مَیں جب تُمھارے ماتھے پر پھیلے دُکھوں
محنتی ہاتھوں پر قسمت کی لکیروں
بھُوک اور بیماری سے کھیلتے تُمھارے بچّوں
وقت سے پہلے بُوڑھی ہو جانے والی تُمھاری عورتوں
قدم قدم پر سِسکتی عزتِ نفس
اور پھیلے ہُوئے ہاتھوں کو دیکھتا ہُوں
تو میری رگوں میں لہُو کے بجائے
نفرت بہنے لگتی ہے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

مَیں تُمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں، عبدالکریم

تُمھیں اپنی فصل خُود کاشت کرنی ہے
فصل پکنے سے پہلے
اپنی درانتی تیز کروا لو
تمھیں کاٹنی ہے
اپنی بوئی ہُوئی فصل
ظُلم آمادہ ہاتھ
اور کلف لگی گردن
ایسے وقتوں میں
مَیں تُمھارے لیے کُچھ کر سکُوں گا

مَیں کروں گا مضبُوط
تُمھارے ہاتھ اور دِل
بڑھاؤں گا تُمھاری ہمّت
اور دِکھاؤں گا تُمھیں رستہ
نئی زِندگی کا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

عبدالکریم کو بھوک بھی لگتی ہے

جنرل صاحب!
میرے بچے کیا کھائیں گے
نیشنل سیکیورٹی کونسل؟
غیر جانبدار اور شفاف احتساب؟
یا قومی یک جہتی کونسل؟
مَیں کتنا بے شعور ہُوں؟
آپ اِتنے عظیم فیصلے کر رہے ہیں
اور مَیں سوچتا ہُوں
پھُٹّی کی قیمت میں کب اِضافہ ہوگا؟

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

بڑے بڑے فیصلے کرنے سے پہلے جنرل صاحب!
آپ کو محسوس کرنا ہوگا
عبدالکریم کو بھوک بھی لگتی ہے
اِس انقلاب میں
مجھے اپنے بچّوں کے پھولے پیٹ نظر آتے ہیں
جب تک آپ کی نظر مجھ پر پڑے
مَیں کتنے بچّے دفنا چُکا ہُوں گا
میرے ہل کو زنگ لگنے سے پہلے
اگر آپ کسی فیصلے پر نہ پہنچے
تو مَیں اپنے بچّوں کو
گندم کا بیج کھلا چُکا ہُوں گا
کھیتوں میں بھوک اُگے گی
لیکن گندم تو درآمد کر لی جائے گی
کیا میری بھوک کو برآمد نہیں کیا جا سکتا؟؟؟

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مَیں سوچ رہا ہُوں

چناب کے کنارے
کُتّے بھُوک سے مر رہے ہیں
اور مَیں بھی
کوئی نِشانی ڈُھونڈتا ہُوں
کہ خُود کو اِنسانوں میں شُمار کر سکوں
ہَوا کہتی ہے
اُداس مت ہو
تُم نے اپنا کام پُورا کیا
دھرتی کو دھڑکنا سِکھایا
گندم کو دِل بنایا

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

اور سارے جہان کو بانٹ دیا

ہَوا کہتی ہے: اُداس مت ہو

تُم نے پسینے سے پھُول کھِلائے

اور میرے دامن کو خُوش بُوؤں سے بھر دیا

ہَوا کہتی ہے

تُم کپاس دیتے ہو

لباس دیتے ہو

آس دیتے ہو جینے کی

اُداس مت ہو، ہَوا کہتی ہے

ہَوا تو کہتی ہے، تُم کیا کہتے ہو؟

تُم چھین لیتے ہو

میرے پھٹے پُرانے کپڑے

رُوکھی سُوکھی روٹی

اور بچّوں کی مُسکان

تُم سوچتے ہو

تُم کیا سوچتے ہو

تُم کب سوچو گے میرے بارے میں

مَیں سوچتا ہُوں

مَیں دیکھتا ہُوں

مَیں محسُوس کرتا ہُوں

مَیں دیکھ رہا ہُوں تُمھارے کھیل

اور سوچ رہا ہُوں تُمھارے بارے میں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

کنیز فاطمہ سے محبت کی جا سکتی ہے!

کنیز فاطمہ!
تُم عبدالکریم کے گھر پیدا نہ ہوتیں
تو کپاس چُننے کے بجائے
کسی کالج میں پڑھا رہی ہوتیں
حُقوقِ نسواں کی علَم بردار کسی انجمن کی صدر ہوتیں
یا کہیں محل نشیں
تُمھارے اِرد گرد مُلازموں کی فوج ہوتی
تُمھارا بدن پھُولوں کی طرح مہکتا
تُم جواہرات سے سج رہی ہوتیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

تُمھارے اشارۂ ابرو پر
گردنیں کٹنے کو تیار ہوتیں
تُمھاری چاہ میں کون کون نہ آہیں بھرتا پھرتا

کنیز فاطمہ!
تُمھارے ہاتھ پانو یوں تڑخے ہُوئے نہ ہوتے
پسینے سے بُو نہ آتی
لباس بدرنگ اور مَیلا نہ ہوتا
تُم گندم کاٹتے اور کپاس چُنتے
عظیم تو لگتی ہو، حسین نہیں
تُم سے ہمدردی تو کی جاسکتی ہے، محبت نہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

فصل کاشت کرنے تک

فصل کاشت کرلوں
تو تمھاری خبر لیتا ہوں
فصل کاشت نہ کروں
تو بھوکے مر جائیں گے میرے بچے
اور تمھارے بھی
بنجر ہو جائے گی یہ دھرتی
گر جائیں گی دیواریں
میرے آنگن کی
کھل جائیں گے جانور

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

اپنے کھونٹے سے
اُڑ جائے گی رنگت
میرے چہرے کی
چھن جائے گی مُسکراہٹ
میری بیوی کی
کھو جائے گی چمک
اُس کی آنکھوں سے
ہو جائیں گے مٹی
میرے خواب

فصل کاشت کرنے تک
کھینچ سکتے ہو طنابیں میرے دِل کی
کاٹ سکتے ہو میری گردن
اُجاڑ سکتے ہو میری زندگی
ڈھا سکتے ہو تُم ہر ظُلم

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

تُم نہیں جانتے

مَیں دیکھ رہا ہُوں
تُم کیا کرتے ہو
مَیں سمجھتا ہُوں
تُمھاری باتوں کو
مَیں جانتا ہُوں
تُمھارے اِرادوں کو
مَیں جانتا ہُوں
تُم چھین لوگے
میری باقی ماندہ روٹی

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

تُم دیکھتے ہو
میرا افلاس
تُم سمجھتے ہو
میری مجبوریاں
تُم جانتے ہو
میری تکلیفیں

لیکن تُم نہیں دیکھتے
میری آنکھوں میں
تُم نہیں سمجھتے میرے اِرادے
تُم نہیں جانتے
جب رستے ختم ہو جائیں
تو ایک رستہ رہ جاتا ہے
تُم نہیں جانتے
بنالیا ہے یہ رستہ اپنے دل میں
چلنے والا ہُوں اِس رستے پر
اور کھینچنے والا ہُوں زمین
تُمھارے پانو سے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

عبدالکریم کچھ یاد ہے؟

عبدالکریم
تمھیں عبدالکریم سے عبدُل ہونے میں
کتنی صدیاں لگیں؟
کچھ یاد ہے؟
تُم نے اپنی زمینیں اور باغات
حویلی اور جانور
کب گروی رکھے؟
عبدالکریم
جب تُم ملک عبدالکریم تھے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

تُم نے کتنے انسانوں کو کھایا
کتنی عورتوں کو گوہرِ عصمت سے محرُوم کیا
کتنے مظلُوموں پر کُتے چھوڑے
کتنے بادشاہوں کے آگے سجدہ ریز ہُوئے
عبدالکریم
تُمھیں عبدل ہونے میں کتنی صدیاں لگیں
تُم نے کتنی راتیں جیل میں گُزاریں
زمیندار سے اب تک
کتنے جُوتے کھائے
تُمھاری عورتوں نے حویلی میں
کتنی راتیں گُزاریں
تُم کتنی بار گڑگڑائے ہو عبدالکریم
تُمھیں کُچھ یاد ہے؟

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

عبدالکریم 'بی بی سی' سُنتا ہے

عبدالکریم جانتا ہے
وہ ساری دُنیا کے کسانوں سے زیادہ
کھاد، بجلی اور ڈیزل
کی قیمت ادا کرتا ہے
اور ساری دُنیا کے کسانوں سے کم
اپنی گندم کی قیمت وُصول کرتا ہے
اُس کی فصل کا مُنافع
سرکاری اہل کار اور دلّال
لے جاتے ہیں
باقی ماندہ زمیندار

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

عبدالکریم اپنے گھر
صرف بھوک اور رنگ لے جاتا ہے
وہ کھولتا ہے اور بے بس ہے
وہ نہیں جانتا کہ اُس کی بے بسی
کیا کچھ کر سکتی ہے
وہ نہیں جانتا کہ دُشمن ایک ہے
اور وہ ایک لاکھ
ابھی بی بی سی نے
اُس کی تعداد کا تناسب
نشر نہیں کیا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

اگر محبت کہیں کھو جائے

اگر محبت کہیں کھو جائے
تو اُسے تلاش نہیں کرنا چاہیے

افلاس زدہ جزیرے
پانچ ستارہ ہوٹل
مونالزا کی مُسکراہٹ
یا لوگوں کے ہجوم میں

محبت، اگر وقت ہو
تو اُسے ڈھونڈنا چاہیے

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

آنکھوں کی گہرائی میں
اگر خوشبو ہو
تو عبدالکریم کے پسینے میں
اگر رنگ ہو
تو بچوں کی مسکراہٹ میں
محبت تلاش کرنے سے پہلے
ہمیں پونچھ لینے چاہییں
کنیز فاطمہ کے آنسو
سمیٹ لینے چاہییں
خنجر اور تلواریں
ٹٹول لینا چاہیے
اپنا دل

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

فصل نہیں اُگتی

مَیں نے ایک ایسا کھیت تیار کرنے میں عُمر صَرف کر دی
جس میں کانٹے اُگتے ہیں
پہلا پانی چُرا کر لگایا
اور فصل پکنے سے پہلے کاٹ لی
اب اِس کھیت میں کانٹے اُگتے ہیں
مَیں اُس گُناہ کی تلاش میں ہُوں
جس نے مجھے چوری پر اُکسایا
مَیں بہشت سے نکال دِیا گیا ہُوں
فرشتوں کو مجھے سجدہ کرنے سے منع کر دِیا گیا ہے
میرے سجدوں نے بھی میرا ماتھا سیاہ کِیا ہے
اب اِس کھیت کے کانٹے
میرے دِل میں چُبھنے لگے ہیں
میری رُوح چھلنی ہو گئی ہے
مَیں اِس کھیت کو آنسوؤں سے سینچتا ہُوں
اور فصل نہیں اُگتی.....

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

زِندہ رہنے کے لیے

زِندہ رہنے کے لیے
مجھے کچھ آنسو درکار ہیں
میرا دریا خشک ہو گیا
محبت کے باغ میں پھول نہیں کھلے
پرندے کہیں ہجرت کر گئے
میرا موسم کہیں ٹھہر گیا
برف پگھلنے والی ہے
سیلاب سے پہلے بند باندھ لینے چاہییں
مَیں کلاشنکوف سے
ایک ہل تیار کر رہا ہُوں
جس سے دِل کے کھیت میں ستارے بوؤں گا
اور محبت سے سینچوں گا

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

مسئلے کا حل

عبدالکریم کے خون میں غلامی کا نشہ
کم ہونے لگا ہے
جب بھوک سے اُس کا پہلا بچہ مرا
اُس نے زمیندار کو گالی دی
زمیندار نے اسے
تھانے میں جوتے لگوائے
دُوسرا بچہ مرا
اُس نے زمیندار پر درانتی سے حملہ کیا
زمیندار نے محافظ رکھ لیا
اب اُس کا تیسرا بچہ مر گیا ہے
وہ کھیت کو آگ لگانے
اور جسم سے بم باندھنے کا
سوچ رہا ہے
اور زمیندار نے اپنے محافظوں کی تعداد میں
اضافہ کر لیا ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

دیگر نظمیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

rekhta

اس کم و بیش زندگی میں ضیاؔ
بیش کم اور کم زیادہ ہے

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

گُم شُدہ سِتارہ

سِتارے! تُم کہاں ہو؟
کون سی دُنیا میں رہتے ہو؟
کہاں پر جگمگاتے ہو؟
مری تاریک دُنیا میں،
بھلا کب لَوٹ کر آؤ گے تُم؟
کب جگمگاؤ گے؟

سِتارے!
پھُول، کلیاں، رنگ، خُوش بُو، تتلیاں پیاری
تُمھارے ساتھ رُخصت ہو گئیں ساری

سِتارے!
تُم جو آؤ گے
تو موسم لَوٹ آئے گا

سِتارے!
تُم کب آؤ گے؟

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

کہانی سُنانے کا موسم نہیں ہے

کبھی سردیوں کی مُحنک اور تیرہ شبوں میں
لحافوں میں گھُس کر
سُنی تھی کہانی
کہانی سُناتے تھے بُوڑھے
جنھوں نے زمانوں سے اُن کی کہانی سُنی تھی
کہانی زمانوں سے بنتی ہے اے جاں!
مگر اب زمانے زمانوں سے ٹھہرے ہُوئے ہیں
کہانی سُنانے کی صُورت نہیں ہے
کہانی سُنائیں تو کیسے
کہانی سُنانے کا موسم نہیں ہے

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

شام ہو بھی سکتی ہے

شام ہو بھی سکتی ہے
دِل کے اِس جزیرے پر
روزِ غم کی
شام ہو بھی سکتی ہے
تیری آنکھوں
اور میرے دِل میں جتنے جذبے ہیں
تُو جو چاہے
اُتنے پھُول کِھل جائیں
تُو جو چاہے
زِیست شاد کام ہو بھی سکتی ہے
شام ہو بھی سکتی ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

گفتگو ختم ہوئی

بولتے ہیں مگر اب بات کوئی ہوتی نہیں
گفتگو ختم ہوئی

لفظ گنجینۂ معنی کا طلسم
جس کا اسم
جانتا کوئی نہیں
ہونٹ ہلتے ہیں، مگر بات نہیں ہو پاتی
گفتگو کیسے ہو

اپنی ہی ذات کا ہر کوئی اسیر
کوئی غالبؔ ہے نہ میرؔ
کوئی فرہاد نہ قیس
کوچۂ یار بھی ویران ہوا
دل بھی بے جان ہوا
گفتگو کیسے ہو
ہونٹ ہلتے ہیں، مگر بات نہیں ہو پاتی

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

گفتگو ہونے لگی

شام کا پھول کھلا
خوش بوئیں پھیل گئیں، مہکی رات
چاند اُبھرا تو یہ دل ڈوب گیا
تن گئی نور کی چادر ہر سو
گفتگو ہونے لگی

رات کی چاند کے ساتھ
چاند کی دل سے مرے
میرے دل کی تجھ سے
اِک فسوں پھیل گیا
نور میں بھیگی ہوئی بات سے خوش بو نکلی
چار سو پھیل گئی

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

ایک بے کیف تسلسُل میں جیے جاتے ہیں

کوئی صُورت ہی نہیں جینے کی
اب نہ خُوشیاں ہیں نہ غم
ایک بے کیف تسلسُل
نہ ہمیں جینے کی خواہش، نہ کوئی صُورتِ مرگ
اور جانے ابھی کب تک ہمیں جینا ہوگا

دِل میں اِک موسمِ فُرقت تھا
سو جی لیتے تھے
ایک خواہش تھی تجھے پانے کی
ایک اِس خواہشِ تکمیل میں کتنے ہی زمانے گذرے
اب یہ خواہش ہے نہ دِل
اِک کشِش تھی تری قُربت کی
سو اب وہ بھی نہیں
اب خزاں ہے نہ بہار
ایک بے کیف تسلسُل میں جیے جاتے ہیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

زِندگی کیسے ہو

اب نہ محبوب، نہ محبوب کے تَرکش میں تیر
عِشوہ و غمزہ و انداز و ادا
کُچھ بھی باقی نہ رہا
اب نہ وہ کُوچۂ فِردوس نظیر
اب نہ عُشّاق کے جمگھٹ نہ رقیبوں کے ہجُوم
''سر میں سودا بھی نہیں، دِل میں تمنا بھی نہیں''
کوئی صحرا بھی نہیں
سِل گئے چاک سبھی
اب نہ زِنداں ہے نہ زنجیر کوئی
اب نہ دِیوار نہ سنگ

مہر محمد مظہر کاٹھیا- ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

کوئی ناصح ہے نہ واعظ کوئی
دِلِ صد چاک نہیں
چشمِ خوں بار نہیں
بُلبُلِ نغمہ نوا ہے نہ گُلِ تر کوئی
بس یہی فِکر ہے سب لوگوں کو
زِندگی کیسے ہو؟

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

زِندگی تھوڑی ہے

جتنے مجبور ترے عشق میں ہیں، اِس سے زیادہ
ہم کو مجبور نہ کر
ہم کو زنجیر نہ کر
خُوگرِ زُلفِ گرہ گیر نہ کر

جبر کچھ کم تو نہیں
دِلِ برباد کا جبر
عِشقِ ناشاد کا جبر

ہم کو مجبور نہ کر
بس یہی ایک حقیقت تو نہیں

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

کام کچھ اور بھی کرنے ہیں ہمیں
کچھ تو نظارگیِ شب کا اثر لینا ہے
دلِ آوارہ سے
اور کچھ پھولوں سے
دوستی رکھنی ہے، گفتگو کرنی ہے
حرف دو پڑھنے ہیں
شعر کچھ کہنے ہیں
زندگی تھوڑی ہے

-☆-

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

rekhta

صنعتِ ایہام

کسی موہُوم سے اِک نُقطے پر
زِندگی پیدا ہُوئی
کسی موہُوم سی اُمّید پہ ہم
زِندگی کرتے ہیں
کسی موہُوم سی اِک منزل پر
آخرِکار پہُنچنا ہے ہمیں

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

ڈاکٹر ضیاءُ الحسن کی غیر عروضی نظمیں

ڈاکٹر ضیاءُ الحسن عُمر میں مجھ سے چھوٹے ہونے کے باوُجود اپنے تخلیقی اور تنقیدی کاموں کے حوالے سے نسبتاً بہت بڑے، اور ہمہ جہت ادبی شخصیت ہیں۔ اُنھوں نے بھی میرے دورِ آغاز کی طرح 1980ء سے ہی تخلیقی سفر شروع کیا۔ یُوں اُن کا اوّلیں مجموعۂ غزل بھی مجھ سے چار برس قبل 1996ء میں طبع ہُوا۔ 2002ء میں ن۔م راشد کی شاعری کے جائزے پر مُشتمل 5 مضامین ''نئے آدمی کا خواب'' کے عُنوان سے شایع ہُوئے، اور پھر اُسی برس اُنھوں نے ''گُم شُدہ ستارہ'' کے عُنوان سے شبیر شاہد کی شاعری مُرتب کر کے طبع کروائی۔ گذشتہ دو برس کے دوران میں اُنھوں نے شاعری کم کی اور تنقیدی مضامین زیادہ لکھے، غالباً تخلیقی کتابوں پر 20 سے زائد مضامین اور غزلیہ شاعری کی تفہیم کے ضمن میں دس مضامین رقم کیے۔ اُن کا حالیہ تنقیدی کام بھی غزل سے ہی منسُوب ہے کہ صنفِ غزل کیا ہے، اور اِسے کیسا ہونا چاہیے۔ قبل ازیں ضیاءُ الحسن ''اُردُو تنقید کا عمرانی دبستان'' کے موضُوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی بھی کر چکے ہیں۔ ضیاءُ الحسن نے تخلیقی اور تنقیدی کاموں کے علاوہ انگلش سے اُردُو میں ترجمہ بھی کیا ہے، سرِدست وہ لگ بھگ 30 نظموں اور 12 افسانوں کا ترجمہ کر چکے ہیں۔

اُردُو ادب کے تخلیقی رویّوں کا مُحاکمہ کرنا کسی کُل وقتی مُحقق کے لیے بھی شاید کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پھر بھی ایک سنجیدہ تفصیلی مُطالعاتی جائزہ یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مُمد ہوتا ہے کہ فقط معدُودے چند اُدبا ہی گذشتہ چار صدیوں میں ایسے مِل سکیں گے، جو اپنے اِرد گرد کے خارجی اور داخلی تضادات کا قلع قمع کر سکے ہوں، اور تخلیقی میدان میں خارجیت کو داخلیت کا جُزو بنا کر شُعُور اور جذبات کی پیوند کاری سے ثمرِ تازہ کی فصل اُٹھا سکے ہوں۔ ڈاکٹر ضیاءُ الحسن کی عروضی و غیر عروضی نظمیں اور غزلیں پڑھتے ہُوئے میرا دھیان اِس نہج پر آیا تو مجھے عابد حسن منٹو کا مضمُون بعنوان ''داخلیت اور خارجیت کا مسئلہ'' یاد آیا، لیکن پہلے ڈاکٹر ضیاءُ الحسن کی نظم ''فکرِ آیندہ'' کے چند مصرعے سُنیے:

''آکسیجن ختم ہونے سے پہلے / ہمیں نئے درخت لگانے ہیں / پُرانے درختوں کو / ایوانِ صدر کی

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

تعمیر میں استعمال کیا جا سکتا ہے / ہمیں گذشتہ سے زیادہ / آیندہ کی فکر کرنی چاہیے / اسی آیندہ میں / ہمارے بچّوں کو زندہ رہنا ہے"۔

اس ضمن میں عابد حسن منٹو کہتے ہیں:

"خارجیت یا خارجی شعور کا مطلب یقیناً یہ ہے کہ خارجی حالات کا تجزیہ سائنسی علوم کی روشنی میں کیا جائے، زندگی کے ارتقا کا راستہ معلوم کیا جائے، تنزّل اور ترقّی کی قوتیں متعین کی جائیں اور اس کے بعد خود اپنے لیے ایک راستہ منتخب کر کے اس پر گامزن ہوا جائے۔ لیکن خارجی شعور یہ کام تو مفکّر کے غیر ادبی کارناموں میں بھی انجام دیتا ہے، پھر مفکّر اور ادیب کی تخلیق کا فرق کیسے پیدا ہوگا؟ یا ہم جس رفتار سے سائنسی علوم سے نزدیک ہو رہے ہیں، اس رفتار سے ادب سائنس سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ادب اگر اپنے نظریے کے اعتبار سے سائنسی علوم کے قریب تر ہو جائے تو بھی اپنے انداز اور اپنی اپروچ کے اعتبار سے وہ ادب ہی رہے گا۔ ادب کا یہ انداز اور یہ اپروچ جو اسے سائنس اور دیگر علوم سے مختلف بناتی ہے، اس کی اس اپیل سے تعلق رکھتی ہے، جو انسانی جذبات سے متعلق ہے۔ ادیب اپنے خارجی تجربات کو جب اپنے جذبات سے ہم آہنگ کر لیتا ہے تو وہ ادب کی تخلیق کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اور پھر ادب کی تخلیق کے لیے وہ جو راستہ اختیار کرتا ہے، وہ الفاظ کے ذریعے محسوس تصاویر پیش کرنے کا راستہ ہے۔ یہی ادب اور دوسرے علوم میں فرق ہے"۔

ضیاءالحسن کی نظم "دِل دھڑک رہا ہے" کا آخری بند ملاحظہ کیجیے:

"کسی بم بلاسٹ کے نتیجے میں / سڑک پر بکھرے ہوئے اعضا میں / ایک دِل بھی دھڑک رہا ہے / مَیں آیندہ سے مایوس نہیں / اس میں اب بھی وہ جذبہ پیدا ہو سکتا ہے / جو انسان کی خون سے رغبت کم کر سکتا ہے"۔

اسی طرح اُن کی نظم "اتفاق سے ملی ہوئی شے" کے یہ مصرعے دیکھیے:

"زندگی بھی ہمیں اتفاق سے ملی ہے / کبھی ہم اِسے رحمِ مادر میں رکھ کر بھول جاتے ہیں / بوسنیا اور کشمیر میں تشدّد کا نشانہ بناتے ہیں / روانڈا میں ہیضے کے حوالے کر دیتے ہیں / زندگی کے خلاف ہم نے / ایٹمی اور نیوکلیائی ہتھیار ایجاد کر لیے ہیں / نسلی، لسانی اور جغرافیائی تضادات گھڑ لیے ہیں / کہتے ہیں یہ دُنیا بھی / کسی حادثے کے نتیجے میں اتفاقاً وجود میں آئی تھی"۔

مہر محمد مظہر کاٹھیا—ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔Mazhar03037619693

ڈاکٹر ضیاءالحسن نے غزل اور نظمِ آزاد کی راہوں سے ہوتے ہُوئے غیر عرُوضی نظموں میں جس نوع کی محسوس تصاویر پیش کرنے کا راستہ دریافت کیا ہے، کوئی شعور ناشعار شاعر شاید ہی اُس تک پہنچ پائے۔ چوں کہ اس راہ تک آنے کے لیے صِرف ادبی ریاضت ہی کافی و شافی نہیں ہے، بل کہ انتہائی شدّ و مد کے ساتھ سماجی شعُور اور عملی مساعی کی بھی ضرورت ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ فکرو ادب کی مختلف اصناف میں اِس طرح کی محسوس تصاویر کی پیشکش کا سِلسِلہ ہزارہا برس سے جاری ہے، اور ہمارے بعد بھی غالباً لاکھوں برس تک رہے گا، لیکن ہمیں تو اِس امر کا جائزہ لینا ہے کہ ہماری مُعاصر زِندگی میں ہمارے قومی، مُعاشرتی، مِلّی، لسانی، معاشی اور دیگر مسائل کی تصویر کشی کا فریضہ کون کون سے شُعرا انجام دے رہے ہیں، اور کون کون شُعرا فقط الہام، آمد، وجدان، خیال کی نزاکتوں، باریکیوں یا لطافتوں کی روایتی مشقِ سُخن اور گردان میں ہی محو ہیں۔ ڈاکٹر ضیاءالحسن نے اپنے انفرادی وُجود کی تلاش کے لیے رُوحِ عصر کو اپنے تخلیقی عنصر کا مرکز ٹھہرایا، تو اُنھیں بہ آسانی باور ہوگیا کہ تخلیقی ادب کے لیے کسی بھی صنف کی اہمیت اظہار سے بڑھ کر نہیں ہے۔

یہ 1992ء کا ذِکر ہے، جب وہ کراچی گئے اور وہاں اُنھوں نے افضال احمد سیّد، ذیشان ساحل اور عذرا عباس جیسے اہم شُعرا کی غیر عرُوضی نظمیں سُنیں۔ قبل ازیں اُنھوں نے غیر عرُوضی شاعری کے بارے میں سنجیدگی سے کبھی غور نہیں کِیا تھا۔ اُنھوں نے محسوس کِیا کہ ایسی شاعری غزل یا عرُوضی نظم میں نہیں ہوسکتی۔ اُن کے تخلیقی باطن میں ایسی بے اطمینانی کا تموّج تھا، غزل کا کوئی بھی شعر جس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جب کوئی ادیب تخلیقی اعتبار سے پختگی اور ارتفاع کے نردبان تک پہنچتا ہے، تب وہ تخلیقیت اور شعریت کے تناظر میں عرُوضی اور غیر عرُوضی نظم کے مابین وزن کے سِوا کوئی دُوسرا فرق محسوس نہیں کرتا۔ یہ بات مُکمّل کرنے سے پہلے ڈاکٹر ضیاءالحسن کی نظم ''اب بہار ہمارے گملوں میں آتی ہے'' کا پہلا بند مُلاحظہ کیجیے:

''حُصُولِ زر کی خاطر / بہُت سے شہر دریافت کیے جا چکے ہیں / اُن پر اقتدار قائم رکھنے کے لیے / اسلحہ تیار کرلیا گیا ہے / ابھی تک اُس محبت کو دریافت نہیں کیا جا سکا / جو انسانی جہلت پر غالب آسکے''۔

اِن نظموں کے مختلف بند ظاہر کرتے ہیں کہ تخلیقی شاعر عرُوض کی پابندیوں کو خیر باد کہہ کر موزُوں ترین الفاظ چُننے برتنے کی سہُولت سے اپنے اُسلوبِ بیان کو مزید بہتر بناتا ہے، چوں کہ عرُوضی بحُور میں مطلوبہ الفاظ کا کھپاؤ ممکن نہیں ہوتا، اِس لیے شُعرا اپنے نفسِ مضمون کے ہم معنی

مُترادفات کے چُناو میں ہلکان ہو کر مضمون کی شِدّت کے اظہار سے نہ صرف قاصر رہتے ہیں، بل کہ تخلیقی بے اطمینانی کے مرض میں مُبتلا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن شُعرا نے اپنے معروض و موضوع کو اہمیت کا حق دار ٹھہرایا، اُنھوں نے بھولی بسری بحُور کو بروے کار لانے، چالو آہنگوں میں مطلوبہ لفظیات پُوری کرنے، نئی پُرانی زمینوں پر قبضہ جمانے، ردائف وقوافی کے طومار کھڑے کرنے اور صنعتوں کے نام پر عیب و ہُنر آزمانے کے بجائے محض شعریت سے ہی رغبت رکھی۔ اُن کے لیے کسی صِنف کا علَم بردار بننا کوئی عِزّت کی بات نہیں۔ ورنہ ن۔م راشد، مُبارک احمد، شہزاد احمد، محمد سلیم الرحمٰن، جاوید شاہین، زاہد ڈار، صلاح الدین محمود، عبدالرشید، ثروت حُسین، افضال سیّد اور سعادت سعید سمیت ان گنت شُعرا نے غیر عروضی نظم کو ذریعہ اظہار نہ بنایا ہوتا، یہ شُعرا عروضی ہیئتوں میں ہی شاعری کرتے رہتے، اور جن اُدبا و ناقدین نے مختلف موضوعات کو شاعری یا نثر سے مخصوص رکھنے کے لیبل لگائے، وہ نہ تو دُوسروں کی راہ روک سکے اور نہ ہی خُود کوئی قابلِ ذکر تخلیقی کام کر سکے۔ وہ دُوسروں کا مضحکہ اُڑاتے اُڑاتے خُود ہی فراموش ہو جانے والے مضحکہ خیز بن کر رہ گئے۔ اُردو ادب کے دقیانوسی ناقدین نے تدریسی ضرُوریات کے پیشِ نظر اصناف کو مخصوص موضوعات سے جوڑ رکھا تھا۔ 1960ء کے بعد تخلیقی انقلاب کا پہلا مرحلہ یُوں سر ہُوا کہ صنفِ غزل جو ہزار سالہ موضوعی قیدِ بامُشقت کاٹ چُکی تھی، ظفر اقبال کی سرکردگی میں کئی پُختہ کار شُعرا نے اُسے بھی بندھے ٹکے تغزُّل سے رہائی دِلائی۔ ڈاکٹر ضیاءالحسن جیسے شُعرا تخلیقی عمل کے دوران کسی صِنف کو محض استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرتے، بل کہ وہ اپنے مؤثر اظہار کی خاطر کسی بھی صِنف کو بروے کار لاتے ہیں۔ اُن کی نظم ''ہمیں کیا کرنا چاہیے'' کے پہلے بند میں اظہار و بیان کی فطری ادائی مُلاحظہ کیجیے:

''ہمیں ایک متروک زمانے میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا ہے / مذہب اور جغرافیے میں تقسیم کر دیا گیا ہے / حُبُّ الوطنی کے پردے میں محبت کو چھپا دیا گیا ہے / ہم دُشمن مُلک میں پھیلے طاعُون سے بھی مسرّت کشید کرتے ہیں۔''

پھر اُن کی نظم ''پتے پر لکھی کہانی'' کا آخری بند:

''لگتا ہے یہ کہانی / کسی قدیم زُبان میں لکھی ہُوئی ہے / اور زُبانوں سے ہمارا تعلُّق / محض لسانی فسادات کی حد تک باقی رہ گیا ہے''۔

یا پھر اُن کی نظم ''اَن کہی کہانی'' کے پہلے تین مصرعے:

''مَیں ایک کہانی کہنا چاہتا ہُوں / لیکن لفظ گُونگے ہو گئے ہیں / اور اُن کی آنکھوں پر پٹّی

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔-Mazhar03037619693

بندھی ہے''۔

غیر عروضی نثری نظم کا شاعر اگر غزل اور عروضی نظم بھی لکھتا ہو، تو وہ بہ خوبی جانتا ہے کہ اس صنفِ شاعری کو بروے کار لانا کتنا مشکل ہے، کیوں کہ غیر عروضی نظم تخلیق کرنے والے کو جہاں قافیہ، ردیف، بحر اور دیگر فنی محاسن کے وسائل میسّر نہیں ہوتے، باوُجودے کہ وہ نثری پیرایے سے شعری تاثُر برآمد کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر انیس ناگی اپنے مضمون ''نثری نظم یا شاعری'' میں رقم طراز ہیں:

''معاصر نثری نظموں میں زُبان و بیان اور ایک نئی شعری میتھیڈولجی کی طرف پیش قدمی کا احساس ہوتا ہے، بعض شُعرا نے الفاظ کی معنوی رینج میں توسیع آزاد تلازماتی عمل سے کی ہے، جو عموماً سریلسٹک تحریروں میں ملتا ہے۔ معاصر نثری نظموں میں شُعرا نے صرف استعارہ سازی پر ہی اکتفا نہیں کیا، بل کہ اظہار کے متنوع ذرائع سے بھی معانی کا صیغہ مرتب کیا ہے، جس کے نتیجے کے طور پر استعاروں کے ساتھ بیانیہ اور خطیبانہ انداز بھی دستیاب ہے۔ چُناں چہ اس طرح نئی شاعری کے حوالے سے نثری نظموں میں شعر کی میتھیڈولجی زیادہ مرکّب ہے، لیکن ایسی نظموں کی تعداد کم ہے، کیوں کہ یہ صنفِ شعر بھی ایک بھیڑ چال کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے''۔

ڈاکٹر ضیاءُ الحسن نے اپنی غیر عروضی نظموں کو کسی بھیڑ چال کا حصّہ نہیں بننے دیا، بل کہ اُنھوں نے اپنا پیٹرن اور ڈکشن وضع کیا ہے۔ اُن کی ایک نظم کے تین مصرعے مُلاحظہ کیجیے:

''زندگی کے سفر میں مجھے دِل درپیش ہے / زادِ سفر میں / میرے پاس محبت کے سوا کُچھ بھی نہیں''۔

ڈاکٹر ضیاءُ الحسن کی نظموں میں جہاں جہاں سماجی اور بین الاقوامی صُورتِ حالات در آئی ہے، وہاں وہاں چند لافانی کردار بھی خلق ہُوئے ہیں۔ جیسے ان کی نظم ''شاعری کا کام موقُوف ہُوا'' کے یہ چار مصرعے:

''شاعری کا کام موقُوف ہُوا / دن ہاتھوں سے نکلتے جا رہے ہیں / مجھے جوہری بم کہیں چھپا دینا چاہیے / ایسا نہ ہو کہ سراج کھیلنے کے لیے لے جائے''۔

یا ایک اور نظم کے تین مصرعے:

''مَیں میزائل اور جوہری بم اُچُنتا پھر رہا ہُوں / میرے بچے کھیلنے گئے ہُوئے ہیں''۔

ضیاءُ الحسن کی نظم ''اگر محبت کہیں کھو جائے'' کا آخری بند مُلاحظہ کیجیے:

مہر محمد مظہر کاٹھیا- ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔۔03037619693Mazhar

''محبت، اگر وقت ہو/ تو اُسے ڈھونڈنا چاہیے/ آنکھوں کی گہرائی میں/ اگر خوشبو ہو/ تو عبدالکریم کے پسینے میں/ اگر رنگ ہو/ تو بچّوں کی مسکراہٹ میں/ محبت تلاش کرنے سے پہلے/ ہمیں پونچھ لینے چاہییں/ کنیز فاطمہ کے آنسو/ سمیٹ لینے چاہییں/ خنجر اور تلواریں/ ٹٹول لینا چاہیے/ اپنا دل''۔

وہ اپنی نظم ''آدھی روٹی اور پوری گالیاں'' میں کہتے ہیں:

''عبدالکریم!/ تم یونہی بیل کی طرح محنت کرتے رہے/ تو تمھارے بیوی بچّوں کو بھی یہی میراث ملے گی/ آدھی روٹی اور پوری گالیاں/ تمھیں اس چکرویو سے نکلنا ہے/ اپنے بچّوں اور اُن کے بچّوں کی خاطر/ اپنے کھاتے سنبھال کر رکھنا، عبدالکریم/ ایک دن،/ تمھیں حساب لینا ہے/ تڑپتے ہُوئے ہاتھوں/ کمر سے لگے پیٹ/ اور بھوک سے بلکتے بچّوں کا''۔

ایک اور نظم ''مَیں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں'' مُلاحظہ کیجیے:

''عبدالکریم!/ مَیں جب تمھارے ماتھے پر پھیلے دُکھوں/ محنتی ہاتھوں پر قسمت کی لکیروں/ بھوک اور بیماری سے کھیلتے تمھارے بچّوں/ وقت سے پہلے بوڑھی ہو جانے والی تمھاری عورتوں/ قدم قدم پر سسکتی عزتِ نفس/ اور پھیلے ہُوئے ہاتھوں کو دیکھتا ہُوں/ تو میری رگوں میں لہو کے بجائے/ نفرت بہنے لگتی ہے/ مَیں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہُوں عبدالکریم!/ تمھیں اپنی فصل خود کاشت کرنی ہے/ فصل پکنے سے پہلے/ اپنی درانتی تیز کروالو/ تمھیں کاٹنی ہے/ اپنی بوئی ہُوئی فصل/ ظلم آمادہ ہاتھ/ اور کلف لگی گردن/ ایسے وقتوں میں/ مَیں تمھارے لیے کچھ کر سکوں گا/ مَیں کروں گا مضبُوط/ تمھارے ہاتھ اور دِل/ بڑھاؤں گا تمھاری ہمّت/ اور دِکھاؤں گا تمھیں رستہ/ آزادی اور خوش حالی کا''۔

اِسی سلسلے کی ایک اور نظم: ''عبدالکریم کو بھوک بھی لگتی ہے'' کا آخری بند مُلاحظہ کیجیے:

''بڑے بڑے فیصلے کرنے سے پہلے جنرل صاحب!/ آپ کو محسوس کرنا ہوگا/ عبدالکریم کو بھوک بھی لگتی ہے/ اِس انقلاب میں/ مجھے اپنے بچّوں کے پھولے ہُوئے پیٹ نظر آ رہے ہیں/ جب تک آپ کی نظر مجھ پر پڑے گی/ مَیں کتنے بیج دفنا چُکا ہُوں گا/ میرے ہل کو زنگ لگنے سے پہلے/ اگر آپ کسی فیصلے پر نہ پہنچے/ تو مَیں اپنے بچّوں کو/ گندم کا بیج کھلا چُکا ہُوں گا/ کھیتوں میں بھوک اُگے گی/ لیکن گندم تو درآمد کر لی جائے گی/ کیا میری بھوک کو برآمد نہیں کیا جا سکتا؟''۔

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--03037619693Mazhar

یوں ہی ایک نظم ''کنیز فاطمہ سے محبت کی جا سکتی ہے'' سُنیے:

کنیز فاطمہ!/ اگر تُم عبدالکریم کے گھر پیدا نہ ہوتیں / تو کپاس چُننے کے بجائے / کسی کالج میں پڑھا رہی ہوتیں / کسی دفتر میں چیف ایگزیکٹو ہوتیں / حُقوقِ نسواں کی علم بردار کسی انجمن کی صدر ہوتیں / یا کہیں محل نشیں / تُمھارے اردگرد مُلازموں کی فوج ہوتی / تُمھارا بدن پھُولوں کی طرح مہکتا / تُم ہیرے جواہرات سے سج رہی ہوتیں / تُمھارے ایک اشارۂ ابرو پر / گردنیں کٹنے کو تیار ہوتیں / تُمھاری چاہ میں کون کون نہ آہیں بھرتا پھرتا''۔ ''کنیز فاطمہ!/ تُمھارے ہاتھ پاؤں یُوں تڑخے ہُوئے نہ ہوتے / تُمھارے پسینے سے گوبر اور چارے کی بُو نہ آتی / تُمھارا لباس بدرنگ اور میلا نہ ہوتا / تُم گندم کاٹتے اور کپاس چُنتے ہُوئے / عظیم تو لگتی ہو، حسین نہیں / تُم سے ہمدردی تو کی جا سکتی ہے، محبت نہیں''۔

ڈاکٹر ضیاءالحسن کی غیر عروضی نظمیں یہ امر واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ ہمارے معاصر مُعاشرتی موضوعات عروضی اصناف میں اتنی وضاحت، صراحت اور شِدّت سے مُتشکل نہیں ہو سکتے۔ ہم اِس شاعری کی وساطت سے دریائے چناب کے کنارے پر مرتے ہُوئے کُتّے کے ساتھ مرتے ہُوئے انسان کا بھی مُشاہدہ کر سکتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر اور گلوبلائزیشن کے تناظر میں انسانی حُقوق کے دعوے دار مواصلاتی سیاروں میں نصب دُوربینوں کے ذریعے بھی یہ صُورتِ حالات دیکھنے سے محرُوم ہیں کہ آج بھی جو طبقہ اُنھیں لباس اور رزق مُہیّا کرتا ہے، وہ خُود بے لباس اور بھُوکا رہنے پر مجبور ہے۔ دراصل یہ سب ہمیں غیر عروضی شاعری ہی بتا سکتی ہے کہ کسی غیر شاعرانہ موضُوع کو کس طرح سے شاعری بنایا جا سکتا ہے۔ بلاشُبہ یہ تخلیقیت ہی ہے، جو تخلیق کار، قاری، سامع، ناظر اور تاریخِ فنُون کو اپنے ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ ڈاکٹر ضیاءالحسن نے غزل اور آزاد نظم کے علاوہ غیر عروضی نظموں میں بھی اپنے ہونے کی گواہی دے کر تخلیقی ارتفاع کے جوہر کو ثابت کیا ہے۔

اظہر غوری

-☆-

مہر محمد مظہر کاٹھیا-ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں--Mazhar03037619693

رائٹرز ایسوسی ایشن لاہور

رائٹرز ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام

MULTI MEDIA AFFAIRS

ڈاکٹر ضیاءالحسن کی دیگر مطبوعات

شاعری

1۔ بارِ مسلسل	140
2۔ آدمی بھوک اور پوری گالیاں	150
3۔ ازل سے	200

تنقید

4۔ نئے آدمی کا خواب	100
5۔ عمرانی تنقید	300
6۔ ن۔ م۔ راشد۔۔۔۔ شخصیت اور فن	220
7۔ شہزاد احمد شخصیت اور فن	270
8۔ جدید اردو نظم: آغاز و ارتقا	300

ترتیب و تدوین

9۔ گم شدہ ستارہ	100
10۔ ارمغان سید عبداللہ	400
11۔ خیمہ محبت	100
12۔ جنگ آزادی 1857ء کے زبان و ادب پر اثرات	200
13۔ راشد صدی: مقالات	470
14۔ کس دھنک سے مرے رنگ آئے	300
15۔ سراج منیر کی شاعری	200
16۔ ادب لطیف 55 سالہ نمبر	150
17۔ ادب لطیف 75 سالہ نمبر	500

نصابات

18۔ اردو برائے جماعت سوم برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

19۔ اردو برائے جماعت ششم برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

20۔ اردو برائے جماعت نہم برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

21۔ اردو افسانہ برائے لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز

22۔ کلاسیکی اردو نثر برائے لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز

23۔ نیا اردو افسانہ برائے لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز

نظر ثانی شدہ کتب

24۔ اردو ادب کی مختصر تاریخ

25۔ حیات اللہ خاں انصاری

26۔ کیا آپ نے سرخ ہاتھی دیکھا ہے؟	ترکی ادب	50
27۔ ہجاروں کا پاؤڈر	ترکی ادب	80
28۔ شیر پرندہ	ترکی ادب	50
29۔ نازک خانم	ترکی ادب	50
30۔ کہانی خریدنے والا آدمی	ترکی ادب	50
31۔ ہر شے کا ایک ہجارہ ہے	ترکی ادب	90
32۔ سیب کی گٹھلی	ترکی ادب	50
33۔ ہماری گلی کے بچے	ترکی ادب	90
34۔ سرخ کشتی	ترکی ادب	80
35۔ شرارتی سکول میں	ترکی ادب	80
36۔ [illegible]	ترکی ادب	100

rekhta

مہر محمد مظہر کاٹھیا۔ ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔ Mazhar03037619693

"آدھی بھوک اور پوری گالیاں" میں نظمیں زیادہ ہیں جو نظموں کے دو سلسلوں "وجود" اور "عبدالکریم نامہ" میں بٹی ہیں۔ اوّل الذکر سلسلہ شاعر کی خارجی اور مؤخرالذکر سلسلہ باطنی دُنیا سے جُڑا ہے۔ پہلے سلسلے کا نچوڑ آزردگی اور دُوسرے سلسلے کا تت "غصّہ" ہے جو نروان کی دو انتہاؤں کو ظاہر کرتے ہیں۔ کتاب کا تیسرا حصہ "دیگر نظمیں" آزاد نظموں پر مشتمل ہے اور شاعر کی فنی ریاضت اور بحور و ارکان پر دسترس کی خبر دیتا ہے۔ اس سے مجھے یہ مثبت اشارہ ملا کہ ضیاء الحسن کے پاس نثری نظم لکھنے کی واقعی کوئی وجہ موجود ہے۔

شاعر نے غزلوں کو "رنجِ رائیگانی" کے عنوان کے تحت یک جا کیا ہے۔ وہ یہ عنوان نہ بھی قائم کرتے تو اِن غزلوں پر رائگاں ہوتی ساعتوں، جذبوں، قدروں اور رشتوں کا سایہ اس قدر گہرا ہے کہ اسے اس کے علاوہ کوئی اور نام دیا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ یہ غزل گو کہلانے کی غرض سے خلق کی جانے والی شاعری نہیں۔ رنج کی بے کراں ساعتوں کو کوئی صورت دینے، کسی طرح ٹھہرانے کی ایک کوشش ہے۔ اس طرح کی غزلیں کم ہوتی ہوئی رومانی آسودگی اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہُوئے رنج اور آزردگی سے وجود پاتی ہیں۔ یہ رنج جو شاعر کی شریانوں میں بہتا ہُوا نوکِ زباں پر آ کر ٹھہر جاتا ہے اور کبھی دِل میں جگہ بناتا ہُوا ایک سمجھ میں نہ آنے والے دُکھ کا سبب بنتا ہے، اپنی اصل میں اس رنج کی توسیع ہے جس کا تحفہ شاعر کو "شہرِ سلطان" میں جا کر بسنے کے فیصلے نے دیا تھا اور جس کا ثمر نظموں کے دو سلسلے ہیں۔

غلام حسین ساجد

MULTI MED
AFFAIR
ISBN:978-969-596-036-3
9 789695 960363
300

مہر محمد مظہر کٹھیا۔ ہر طرح کی کمپوزنگ کے لیے رابطہ کریں۔ Mazhar03037619693